ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۸	شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ / اگست ۲۰۱۳ء	جلد : ۲۱

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس
www.jamiamadniajadeed.org
E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
فون/فیکس : 042 - 37703662
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
مجاہدینِ اِسلام کے لیے خاص دُعائیں	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۶
تکبیر اَور تعظیم شعائر اللہ کا مقدس دِن ''عید''	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۱۹
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۳
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۲۹
اَولاد کی تعلیم و تربیت	حضرت مولانا محمد عاشق اِلٰہی صاحبؒ بلند شہری	۳۶
نظامِ جمہوریت	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی	۴۱
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۲
نبی اَکرم ﷺ کا ایک قیمتی پُر اَثر وعظ	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۶
شانِ عید	جناب پروفیسر محمد بشیر صاحب متینؔ مرحوم	۶۳

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

دُنیا میں زندگی گزارنے کے ہزار ہا رنگ ڈھنگ ہیں کوئی مذہبی تو کوئی قومی یا علاقائی لبادہ اَوڑھے اَپنی اَپنی دُھن میں مگن زندگی کے شب و روز گزار رہا ہے مگر اِن تمام راستوں پر چلنے والوں میں سب سے بڑھ کر خوش نصیب وہی لوگ ہیں جو نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر گامزن ہیں جبکہ آپ کے بتلائے ہوئے منہج سے ہٹنے کی صورت میں تاریکی ہی تاریکی ہے۔

جون کے مہینے میں اَحقر کو ڈیڑھ دِن کے لیے کراچی جانا ہوا وہاں کے مہربانوں میں سے ایک مہربان نے اَپنے چشم دید دو عبرتناک واقعات سنائے جو قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اُنہوں نے بتلایا کہ

میرا کاروبار صوفہ فرنیچر اَور عمارتوں کی اَندرونی آرائش و زیبائش کا ہے ایک بار کراچی میں ایک مجوسیہ [۱] خاتون کے بنگلہ پر کام کے لیے جانا ہوا وہ کہنے لگی کہ ہم نے اَپنے ''بابو'' [۲] کے لیے بہت اعلٰی اَور بہترین لکڑی کا گھر بنانا ہے بتلاؤ کیا لاگت آئے گی۔

میں نے جواب میں کہا کہ تقریبًا پینتالیس ہزار روپے کا خرچہ ہے۔

---

[۱] پارسی یا آتش پرست [۲] باپ یا شوہر کو نہیں بلکہ اَپنے کتے کو پیار سے ''بابو'' کہتی تھی۔

بولی بس ! تو کیا ہمارا ''بابُو'' صرف پینتالیس ہزار کے گھر میں رہے گا ؟ اچھا تو اُس کے لیے اِس طرح کے تین گھر بنادواَور چیک کاٹ کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

دُوسرا عبرتناک واقعہ اُنہوں نے یہ سنایا کہ

اِن مجوسیوں کے مُردوں کی آخری رُسومات جس عمارت میں اَنجام دی جاتی ہیں باوجود پہرے کے اُس کے اَندر میں ایک بار کسی طرح چلا گیا وہاں بہت سارے پالتو گدھ تھے ایک کنواں تھا اُس پر لوہے کا جنگلا تھا اُس جنگلے پر وہ اَپنے مُردہ کی لاش رکھ دیتے پھر اُس پر پالتو گدھ چھوڑ کر چلے جاتے یہ گدھ مردے کا چہرہ، ہونٹ، ناک، کان، آنکھیں اَور باقی جسم کو نوچ کھاتے اَور بچی کچھی ہڈیاں کنویں میں جا پڑتیں..................اَور بس۔

اِن دو عبرتناک واقعات کو سن کر یہ سبق مِل رہا ہے کہ جو بدنصیب ہمارے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے راستے سے ہٹا اُس کی آخرت تو برباد ہو ہی گئی مگر دُنیا میں بھی اُس کو ایسے خوفناک مناظر اَور دَردناک عذاب سے گزرنا پڑتا ہے کہ جن کو سن کر ہی رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شکر بجالانا چاہیے جس نے حضرت محمد ﷺ کو آخری رسول بنا کر بھیجا اَور اُن کے ذریعہ ہم کو ہدایت نصیب فرمائی اَور دُنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ایسے پاکیزہ طریقے سکھلائے کہ جن کی بدولت دُنیا میں بھی عزت و وقار نصیب ہوا اَور آخرت میں ہمیشہ کے لیے جنت کا قیام اَور اُس کی رضا کا پروانہ عطا ہوگا اِنشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو چھوٹی بڑی ہر گمراہی سے بچا کر دین پر اِستقامت اَور حسنِ خاتمہ کی نعمت سے سرفراز فرمائے، آمین۔

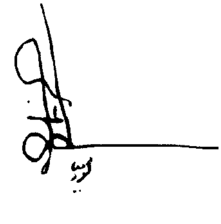

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً   درسِ حدیث   علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلِّھم

حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کی مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اِیمان کی علامات ۔ وسوسہ کا علاج
تین طلاقوں کا مطلب ''تین'' ہی ہوتا ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 75 سائیڈ A 1987 - 08 - 30)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ سے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے دَریافت کیا کہ مَا الْاِیْمَانُ اِیمان کیا ہے، تو مراد کیا تھی ؟ مراد اِیمان نہیں اِیمان تو وہ جانتے تھے مسلمان تو تھے، اُن کی مراد یہ تھی کہ علامت کیا ہے اِیمان کی یا یہ کہ اُنہوں نے واقعی پوچھا کہ اِیمان کیا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اُن کے جواب میں اَور بات بتلائی کیونکہ اِیمان تو وہ جانتے ہی تھے مسلمان تو وہ تھے ہی پکے تو اُن کو اَور بات ہی بتلانی مناسب تھی۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کے جواب میں ''اِیمان'' کے بجائے ''علامتِ اِیمان'' بتائی کہ اِیمان کی علامت یہ ہے : اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَ تْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ جب تمہاری قلبی حالت یہ ہو کہ نیکی کرنے کے بعد تمہیں نیکی سے خوشی ہوتی ہو یعنی راحت اَور سکون نصیب ہوتا ہو،

نیکی کرنے کے بعد خوشی کا مطلب تکبر نہیں ہے بڑائی نہیں ہے کہ آپ خوش ہوں کہ اَب مجھے بڑائی کا موقع مِل گیا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے یہ مقصد ہے بھی نہیں بتلانے کا، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اِنسان کی کیفیت ایسی ہوجاتی ہے کہ اگر نماز نہ پڑھی ہو دیر ہوجائے رُکاوٹ پیدا ہوتی چلی جائے تو وہ چڑ چڑا ہوجاتا ہے کہتا ہے میں نے فرض پڑھ لیے ہیں اَور مجھے فلاں چیز پڑھنی باقی ہے اَور میں جلدی کررہا ہوں اَور یہ بیچ میں فلاں چیز پیش آگئی گھر میں بچے رونے لگے کچھ اَور ہوگیا تو اُس کی طبیعت پر بوجھ ہورہا ہے کہ یہ بیچ میں نہ رہ جائے کہیں اَور جب پڑھ لیتا ہے تو طبیعت مطمئن ہوجاتی ہے جیسے کوئی خوشی کی بات اُس کو مِل گئی ہو خوشی کی بات سن لی ہو اُس نے، حالانکہ یہ وہ بات ہے کہ جو اُس کے اَور خدا کے دَرمیان ہے۔

اِسی طرح کوئی بیمار ہوگیا روزے نہیں رکھ سکا اللہ نے بخش رکھا ہے معاف کر رکھا ہے حتی کہ اگر کوئی بیمار ہے اَور بیماری ہی میں اِنتقال کرجائے رمضان کے بعد بھی بیمار ہی رہا تو معافی ہے کوئی بات ہی نہیں یعنی اللہ نے تو رُخصت دے رکھی ہے کہ نہ رکھے اَور وہ نہیں رکھتا لیکن طبیعت پر بوجھ رہتا ہے کہ دیکھو یہ میں ہمیشہ رکھتا تھا اَور اِس دفعہ نہیں رکھ سکا یا سب مسلمان رکھ رہے ہیں اَور میں نہیں رکھ سکا ایسے قصے آپ نے بہت سنے ہوں گے کہ جو پکے عامِل قسم کے مسلمان ہیں پکے روزہ دار ہیں اُن کو جب ایسی کوئی بیماری پیش آئی بڑھاپا پیش آیا ضعف پیش آگیا تو وہ روتے ہیں اِس بات پر کہ یہ میرا پہلا رمضان ہے جو میں ایسے ہوا یہ میرا پہلا روزہ ہے جو ایسے ہوا۔ اَور اگر وہ ٹھیک ہوجائیں اَور اَگلے دِن روزے کے قابل ہوگئے تو پھر اُنہیں جو خوشی ہوگی وہ (بھی ظاہر ہے)۔

دینی شعائر کی بے حرمتی اَور مذاق سے کافر ہوجاتا ہے :

اَب روزہ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ[1] ایک چیز ہے جو وہ جانتا ہے یا خدا جانتا ہے بلکہ ہر نماز کا اَور تمام چیزوں کا ایسا ہی بن جاتا ہے قریب قریب، کیا پتہ کہ اِس نے کپڑے پاک کیے ہیں یا ویسے ہی آگیا نماز پڑھنے، وضوء بھی کیا ہے یا بلا وضو ہی پڑھ رہا ہے بلا وضو پڑھنا کفر ہے، جانتے ہوئے ناپاکی سے پڑھنا کفر ہے کیونکہ اِس میں دین کا مذاق اُڑانا ہوگیا ایک طرح کا۔

---

[1] یعنی اللہ اَور بندہ کے دَرمیان معاملہ

تو اللہ تعالیٰ کے جو شعائر ہیں اَحکام ہیں یا علامتیں ہیں دین کی اُن تمام علامتوں کا اِحترام بھی ضروری ہے چاہے وہ علامتیں ''مقامات'' کی شکل میں ہوں جیسے مسجد جیسے کعبۃ اللہ اَور چاہے وہ ''اَحکام'' کی شکل میں ہوں جیسے کوئی اَذان دے رہا ہے اَور دُوسرا مذاق اُڑا رہا ہے تو کفر کا اَندیشہ ہے یہ نہیں کر سکتا، نماز پڑھ رہے ہیں لوگ اَور مذاق اُڑا رہا ہے کوئی تو بڑا مشکل ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ کیا ہے ؟ مسلمان ہے یا نہیں ہے مسلمان۔

دُوسری شکل یہ کہ پڑھتا نہیں ہے گناہگار سمجھتا ہے اَپنے آپ کو کہ میرا قصور ہے ایسی مثال بہت ملے گی یہ بہت بڑی تعداد ہے مسلمانوں کی جو نہیں کرتے عمل اَور کہتے ہیں کہ ہمارا قصور ہے ہم گناہگار بندے ہیں، ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں اَپنے ہی آپ کو برا کہتے ہیں مذاق اُڑانے کی جرأت نہیں کرتے۔

تو اللہ تعالیٰ کے شعائر جو ہیں جو مقدس چیزیں علامتِ دین بنا دیں اُس نے، عبادتیں ہوں یا مقدس مقامات ہوں کسی کی بھی توہین نہیں کی جا سکتی اَور اَگر اُن کی تعظیم کوئی کر رہا ہے تو یہ دِل کے تقوے کی علامت ہے کہ دِل میں اِس کے تقوی ہے خدا کی یاد بسی ہوئی ہے خدا کی یاد بسے گی تو نافرمانی سے خوف ہوگا اَور فرمانبرداری کا ذوق ہوگا تو یہ تقوی ہے۔ گناہ سے بچنا اِس وجہ سے کہ خداوندِ قدوس کی یاد اُس کے دِل میں بس گئی ہے اَور وہ گناہ سے بچتا ہے تو یہ تقوی کی علامت ہے ﴿ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ﴾

رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو جو جواب دیا وہ یہ ہے اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَ تْکَ سَیِّئَتُکَ جب تمہیں تمہاری نیکی سے خوشی ہوتی ہو اَور اَگر برا کام کرلو تو طبیعت پر بوجھ رہتا ہو کہ میں نے برا کام کیا، کئی کئی دِن اَفسوس رہتا ہے صدمہ رہتا ہے اُس کا تو اِرشاد فرمایا کہ بس پھر سمجھ لینا کہ تم مومن ہو فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ یہ کیفیت جو ہے یہ اَچھی ہے۔ مگر ناز تو نہیں، ناز تو پھر بھی منع ہے ایک خوشی کی چیز ہے بس، یہ بھی ایک خوشخبری ہے ایک طرح کی بشارت ہے ''بشارت'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے خوش ہونے کے قابل بات ہے یہ یعنی خدا کا شکر کرنے کے قابل بات ہے جب آپ کسی چیز پر خوش ہوتے ہیں تو شکر کرتے ہیں نا، کھانا کھاتے ہیں اَلحمد للہ کہتے ہیں ٹھنڈا پانی مل جائے پیاس شدید ہو طلب بھی ہو اُس کی تو خدا کا شکر کرتے ہیں تو اِسی طرح سے جب یہ حالت ہو کسی کی تو اُسے خدا کا شکر کرنا چاہیے۔

نتیجہ کا پتہ موت کے وقت چلے گا اِس لیے پہلے ناز نہیں کر سکتا :

مطلب یہ نہیں ہے کہ پھر مطمئن ہو جائے کہ بس جی میں تو ہو گیا پاس اِمتحان میں، اِمتحان (کے نتیجہ) کا وقت آیا نہیں اَور پاس کیسے ہو گیا ! یہ تو آج کا سبق یاد ہوا ہے سمجھ لیجیے، باقی (اِمتحان کا نتیجہ تو) وہ ہوگا جس دِن دُنیا سے رُخصت ہوگا تو جس دِن کام ٹھیک ہو گیا سمجھیے اُس دِن کا سبق یاد ہو گیا اَگلے دِن کا پتہ نہیں جب تک اِمتحان نہ ہو جائے اَور اِس دارُ الامتحان سے نہ نکل جائے اَور یہ پرچے مکمل ہو جائیں تو پھر ٹھیک ہے اَور وہ کسی کو پتہ ہی نہیں وہ تو رسول اللہ ﷺ (بذریعہ وحی) بتلا سکتے تھے کوئی اَور نہیں بتا سکتا اِس بات کو اَور جن کو آپ نے بتائی ہے یہ بات کہ تم ایسے ہو تم جنتی ہو میں نے تمہیں جنت میں دیکھا ہے بار بار بشارتیں دی ہیں تو اُن کی حالت کیا تھی ؟ اُن کی حالت یہ تھی کہ وہ پھر بھی ڈرتے تھے ! اِس لیے نہیں کہ اِیمان نہیں تھا معاذ اللہ اُن کا، اِیمان تھا مگر خدا کی معرفت (اُسی قدر) زیادہ حاصل ہوگئی تھی اَور جسے خداوندِ قدوس کی معرفت حاصل ہو جائے تو وہ پھر ڈرتا ہی ہے اللہ تعالیٰ سے، جتنا جان لے گا اُتنا ہی ڈرے گا۔

باقی اَب بعد کے حضرات کے لیے کیا ہے ؟ تو یہ ایک علامت بتا دی گئی وہ ایسی ہے کہ اُس زمانے میں بھی چلتی تھی اَور آج کے دَور میں بھی چلتی ہے اَور اُس کا نام کیا ہے " مُبَشِّرَاتٌ " تاکہ ذرا مطمئن رہو مایوسی نہ ہونے پائے مایوسی منع ہے مایوسی کفر ہے۔ مایوسی کفر کیوں ہے ؟ اِس واسطے کہ اُس میں ایک صفت کا اِنکار لازم آتا ہے یعنی خدا کی "صفتِ رحمت" کا اِنکار گویا کر رہا ہے تو خدا کی کسی بھی صفت کا اِنکار کردے کوئی تو کافر ہو جائے گا مسلمان نہیں رہے گا۔

گناہ کیا ہے ؟

جب یہ اِرشاد ہوا وَسَاءَ تْكَ سَيِّئَتُكَ تمہاری برائی تمہیں بری لگے تو اِس کے بعد آقائے نامدار ﷺ سے اُن صحابی نے ایک اَور سوال کیا فَمَا الْاِثْمُ گناہ کیا ہے ؟ برائی پھر کیا ہے، اِس کی کیا علامت ہوگی ؟ تو اَب رسول اللہ ﷺ یا تو اُس کو بہت لمبی فہرست بتلاتے، یاد کراتے، بجائے

اُس کے ایک ضابطہ بتادیا کہ بس یوں سمجھ لو اِذَا حَاكَ فِیْ نَفْسِكَ شَیْءٌ فَدَعْهُ [۱] تمہارے دِل میں جس بارے میں تردّد ہو جائے تو وہ چھوڑ دو بس، تو جب تردّد ہو جائے تو سمجھ لو کہ اِس میں بہتری نہیں ہے، یہ حلال ہے یا حرام ہے مال، تردّد ہو جائے تو چھوڑ دو اُسے فَدَعْهُ، کئی اَور علامتیں اَور اِس طرح کے کلمات دُوسری جگہوں پر اَور آرہے ہیں، اِس قسم کے اَلگ ہیں ویسے جملے اَلگ ہیں کہیں اِرشاد فرمایا اَلْاِثْمُ مَاحَاكَ فِیْ صَدْرِكَ گناہ وہ ہے جس سے تمہارے دِل میں تردّد ہو دُھکڑ پُھکڑ ہو کہ پتہ نہیں کیا ہے کیا نہیں ہے مَاحَاكَ فِیْ صَدْرِكَ اور وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ [۲] اَور تم یہ بھی نہیں پسند کرتے کہ کسی کو پتہ چلے اِس بات کا کیونکہ جب برائی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ خود اَپنا ظن غالب یہ ہے کہ یہ برائی ہے جب ظن غالب یہ ہے کہ یہ برائی ہے تو اُسے چھوڑ دینا چاہیے۔

مسئلہ کا اِعتبار ہوگا وسوسہ کا نہیں :

اَب بعض چیزوں میں ایسے ہوتا ہے آدمی کو کہ وسوسے ہو جاتے ہیں اُن کا اِعتبار نہیں ہے مسئلہ کا اِعتبار ہے، پوچھا جائے علماء سے سیکھ لیا جائے مسئلہ بس پھر ٹھیک ہے اَب اَگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی تردّد رہتا ہے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ وہم ہو گیا ہے جیسے کہ ہوتا ہے بہت سے لوگوں کو کہ وضو کر لی پھر دوبارہ کی اَور وضو کرنی شروع کی ہے اَور اِس میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔

مختلف قسم کے شیطان :

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلگ اَلگ قسم کے ہیں شیطان بھی جیسے اللہ نے فرشتے بنائے ہیں نا، اَعضائے اِنسانی کی حفاظت کے لیے جوڑوں کی حفاظت کے لیے، بس اِسی طرح سے شیطانوں کی بھی بڑی تعداد ہے اَور اُن کو خاص خاص قسم کی قوتیں حاصل ہیں تو ایک وہ ہے جو وسوسے ڈالتا ہے وَلَهَانْ [۳] اُس کا نام بھی لیا گیا ہے یعنی اُن کی جنس کا اَور اُن کی برادری کا اُن کی قوم کا نام یہ ہے وَلَهَانْ

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۴۵

[۲] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۰۷۳

[۳] مشکوۃ شریف کتاب الطهارة رقم الحدیث ۴۱۹

تو اَب اُس میں تردّد ہو جاتا ہے اَور میں نے تو خود دیکھا ہے ایک عالم تھے اَور اِس چیز میں مبتلاء تھے عالم ہونے کے باوجود۔ تو ایک دفعہ میں نے وضو بھی کی نماز بھی پڑھی سلام پھیرا جب وضو کرنی شروع کی تھی تو بھی پاؤں دھو رہے تھے جب ہم نماز پڑھ کر فارغ ہو کر آئے ہیں تو بھی میں نے دیکھا وہ حوض پر بیٹھے ہوئے ہیں اَور پاؤں ہی دھو رہے ہیں اَبھی تک، اَور تہجد گزار تھے مجھے یہ خیال آتا ہے کہ سردیوں میں کیا ہوتا ہوگا ٹھنڈے پانی سے جب اِتنی دیر وہ کرتے ہوں گے یہ تو ٹب باتھ ہوگیا اچھا خاصا ممکن ہے مفید ہو جاتا ہو اُن کے لیے اِتنا لمبا چوڑا پانی میں رہنا بہت دیر تک، ہوسکتا ہے کہ مفید ہو جاتا ہو بہرحال ایک مشکل ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی ساتھی کو دیکھا تھا اُنہوں نے ایسے ہی کہ وہ اِنہی وسوسوں میں مبتلاء تھے تو وہ فرماتے تھے کہ وہ تالاب میں جا کر غوطہ لگاتے تھے نہانے کے لیے کیونکہ اَور جگہ تو اُن کو تردّد رہتا تھا پتہ نہیں پانی پہنچا ہے یا نہیں پہنچا اِس لیے نہاتے تھے تالاب میں نہر میں غوطہ لگا لیتے تھے اَور ساتھی کھڑا کر لیتے تھے پھر غوطہ لگانے کے بعد جب نکلتے تھے تو پوچھتے تھے کہ دیکھو میری کمر پر پانی پہنچ گیا ہے یا نہیں حالانکہ غوطہ لگانے کے بعد کمر پر پانی نہ پہنچنا اِس کا تو مطلب ہی کوئی نہیں، تو وہ یہ کرتے تھے۔ یہ جو چیزیں ہوں کیا یہ بھی اُس میں داخل ہیں مَاحَاكَ فِيْ صَدْرِكَ جو دِل میں تمہارے تردّد ہو تو یہ اُس میں داخل نہیں ہے یہ تو وہمیات میں داخل ہے کیونکہ شریعت نے بتادیا ہے کہ تین دفعہ دھولو عضو اَور رسول اللہ ﷺ نے تو ایک ایک دفعہ بھی دھویا ہے اَور وضو ہوئی ہے اِس طرح سے اَور دو دو دفعہ بھی دھو کر وضو کر کے دِکھایا ہے اَور تین تین دفعہ بھی۔

خاص نبیوں کا وضوء :

اَور اِس طرح مکمل وضو کہ پاؤں بھی دھوئے جائیں مسح بھی ہو اِسے فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے اَور مجھ سے پہلے جو اَنبیائے کرام گزرے تھے اُن کا وضو ہے، پچھلی اُمتوں میں پاؤں دھونے نہیں تھے، سر کا مسح نہیں تھا، ہوسکتا تھا یہ بوٹ پہنے رہیں اَور وضو ہو جائے اُتارنے ہی نہ پڑیں لیکن اَنبیائے کرام !

اَنبیائے کرام کا ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ پاؤں بھی دھوتے تھے مسح بھی کرتے تھے تو اِرشاد فرمایا ھٰذَا وَضُوْئِیْ وَ وُضُوْءُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ [1] مگر اِس طرح کہ جتنی چیز تر ہونی ہے وہ بتلا دی۔

وضو، غسل، اِستنجاء کے وسوسہ کا علاج :

اَب اِس کے بعد بھی اگر دِل میں تردّد رہتا ہے تو بالکل پرواہ نہ کرے بلکہ علاج کے طور پر بتایا گیا ہے بڑے بڑے حضرات کو معمولی دَرجے کے لوگ نہیں بہت بڑے بڑے حضرات کو کہ علاج اِس کا یہ ہے کہ تم سنت پر عمل کرلو اَور اَپنی نماز پڑھ لو اَب وہ جو وسوسے والا شیطان ہے وہ یہ دِل میں ڈالے گا کہ وضو ہی نہیں تھی نماز ہی نہیں ہوئی پھر جب تک تم یہ نہیں کہو گے کہ نہیں ہوئی تو بھی مجھے پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں نے تو عمل کرلیا ہے رسول اللہ ﷺ کے اِرشاد پر اَور حدیث پر، تو جب تک یہ نہیں کہو گے اُسے جواب میں اَپنے نفس سے کیونکہ وہ نظر تو آنہیں رہا سامنے وہ تو دِل میں ڈال رہا ہے، تو اَپنے آپ سے ہی کہنا ہوا تو اَپنے آپ سے جب تک یہ نہیں کہو گے کہ کوئی پرواہ نہیں ہے نماز نہیں ہوئی ہے تو نہ سہی۔ سنت کے مطابق تو کر چکے ہو نا عمل اَب بھی یہ کہہ رہا ہے کہ نہیں ہوئی یعنی وسوسے میں ڈالنا چاہ رہا ہے تو اُسے جواب یہ دیا جائے اَپنے دِل کو کہ پرواہ نہیں ہے کوئی حرج نہیں ہے، نہیں ہوئی ہے تو نہ سہی، جب یہ کریں گے آپ تو ٹھیک ٹھاک ہوجائیں گے۔ وہ وسوسے وغیرہ سب جاتے رہیں گے اَور پھر تین دفعہ ہی پانی پھیرانے میں وضو بیچ بیچ ہوجایا کرے گا وہ تو حد بندی ہوگئی۔

ہاں کہیں ایسی جگہ پہنچا ہے جہاں کوئی عالم بھی نہیں ہے اَور خود تردّد ہے تو پھر چھوڑ دو۔ اَور جب عالم مِل گیا مسئلہ معلوم کرلیا اَور پتہ چل گیا کہ حرام ہے تو پھر چھوڑ دو، اَور پتہ چل گیا حلال ہے تو پھر اَب ٹھیک ہے حلال سمجھو، اَب بعد میں بھی جو تمہارے دِل میں دُکھڑ پھکڑ ہے اُس کا اِعتبار کوئی نہیں۔

بات وہ چلے گی جو شریعت سے ثابت ہوگئی اَور آپ کو عالم نے بتلا دیا آپ نے فتوی لیا فتوی کا جواب آگیا بس تردّد اَپنا رفع کردینا چاہیے بشرطیکہ فتوی لینے دینے میں بدنیت آپ نہ ہوں۔

---

[1] المُعجم الاوسط رقم الحدیث ۳۶۶۱

مسلک تو ہے حنفی ، دے دی ہے طلاق ، اَب جا کر فتوی لیتے ہیں غیر مقلدوں سے اَور وہ دُنیا میں اَکیلے ہیں چاروں اِمام یہ کہتے ہیں کہ تین دفعہ طلاق دے، طلاق ہوگئی ایک شاخ نکلی ہے اِس طرح کی جو کہتے ہیں تین طلاقیں اگر ایک مجلس میں دے دیں تو تین نہیں ہوں گی ، باقی چاروں اِماموں کے نزدیک تین ہو جائیں گی کیونکہ تین کا لفظ ہے، نہ پونے تین پر بولا جا سکتا ہے نہ سوا تین پر بولا جا سکتا ہے وہ تو مکمل لفظ ہے۔ایک مجلس میں دی ہے اِس لیے نہیں ہوگی یہ کوئی وجہ نہیں ہے۔

اِمام بخاریؒ کے نزدیک بھی ''تین'' کا مطلب ''تین'' ہے :

اَور روایات موجود ہیں بخاری شریف میں ہے خود اِمام بخاریؒ کا رُجحان یہی ہے اَور ترجمۃ الباب یعنی عنوان بھی اُنہوں نے یہی باندھا ہے۔

اَب یہ چیزیں جو ہیں اِس طرح کی آپ جانتے ہیں مگر جان بوجھ کر جاتے ہیں اُن کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لیے، یہ کیا کر رہے ہیں یہ خیانت کر رہے ہیں آپ خود خیانت کر رہے ہیں اَور یہ وہ گناہ نہیں چھوڑ رہے (جس کا ذکر اِس حدیث میں آیا ہے یعنی) مَاحَاكَ فِیْ صَدْرِكَ کیونکہ تمہارے دِل میں تردّد لازمًا ہوگا یہ نہیں ہے کہ اُدھر جا کر تمہیں شرحِ صدر ہو رہا ہے بلکہ تم دُنیادار ہو اَور تم آخرت سے نہیں ڈر رہے تم دُنیا ہی کو سب کچھ سمجھ رہے ہو اِس لیے ایسا کرتے ہو۔

شیطانی مغالطہ ''غصہ کی طلاق'' :

اَب کہتے ہیں غصے میں دے دی ، بھئی خوشی میں کون دیتا ہے کوئی عید کے دِن آ کر عیدی کے طور پر دیتا ہے بیوی کو طلاق ، وہ تو دی ہی جاتی ہے غصہ میں ۔اَور اَگر اُسے مسئلہ معلوم نہیں تھا تو تین کیسے دیں یہ کہتے ہیں کہ بھائی مسئلہ نہیں معلوم تھا اَرے بھائی مسئلہ نہیں معلوم تھا ، نکاح کا تھا معلوم یا نہیں ، نکاح کا معلوم تھا تو طلاق کا بھی معلوم ہوا اَور جب معلوم تھا تو ایک کا بھی معلوم تھا تین کا بھی معلوم تھا تو دی کیوں تو نے ، یہ ساری کٹ حجتیں ہیں یہ مَاحَاكَ فِیْ صَدْرِكَ میں بھی آتی ہیں اَور شعائر اللہ کی بے حرمتی میں بھی آتی ہیں بالکل۔

طلاق کے اَحکام جہاں ذکر کیے گئے وہاں قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ یہ ''آیات اللہ'' ہیں اَور اِن کے بارے میں آیا ہے ﴿ لَا تَتَّخِذُوْا اٰیَاتِ اللّٰہِ ھُزُوًا ﴾ اِن کو مذاق نہ بناؤ اِن کا اِستعمال ایسے نہ کرو یہ حقوق ہیں بس جو بتادیے اللہ تعالیٰ نے ، اِن کی ایک ضرورت تھی نسلِ اِنسانی کو اللہ نے اُس کے اَحکام بیان فرمادیے تو مذاق نہ بناؤ اِستہزا نہ بناؤ ﴿ لَا تَتَّخِذُوْا اٰیَاتِ اللّٰہِ ھُزُوًا ﴾

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن صحابی کو دو باتیں بتائیں کہ ایک تو یہ علامت ہے اِیمان کے مکمل ہونے کی کہ تمہیں نیکی کرنے کے بعد راحت میسر آئے جیسے راحت نصیب ہوتی ہو سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ برائی کرو تو طبیعت پر اُس کا بوجھ رہے سَاءَ تْکَ سَیِّئَتُکَ تمہیں اَپنی برائی بری لگے تو تم مومن ہو فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ .

اُن صحابی نے پھر دُوسرا سوال کیا کہ گناہ کیا ہے ؟ تو اِرشاد فرمایا مَاحَاکَ فِیْ صَدْرِکَ جو تمہارے دِل میں تردّد ہو اِذَا حَاکَ فِیْ نَفْسِکَ شَیْءٌ فَدَعْہُ جو چیز تمہارے دِل میں حلال وحرام میں تردّد پیدا ہو جائے پھر چھوڑ دو اَور یہ نہیں ہے کہ علماء کو تردّد نہیں ہوتا علماء کو بھی تردّد ہوتا ہے وہ بھی ایک دُوسرے سے پوچھتے ہیں پھر دُوسری جگہ بھیجتے ہیں وہاں سے پوچھتے ہیں جمع ہو کر غور کرتے ہیں سب کو ہوتا رہتا ہے دَرجہ بدرجہ اُنہیں کم چیزوں میں یا اُنہیں اہم چیزوں میں نئی چیزوں میں نئی اِیجادات کوئی ہوں تو، مشینی ذبیحہ ٹھیک یا نہیں ہے اِس کے بارے میں کچھ علماء کا خیال ہوا ٹھیک ہے کچھ کا خیال ہوا ٹھیک نہیں ہے آپس میں گفتگو کی دلائل ہوئے تو جن کا خیال تھا کہ ذبیحہ جائز ہے اُنہوں نے رجوع کر لیا کہ ہمارا خیال صحیح نہیں، صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ذبیحہ مشینی جو ہے وہ ٹھیک نہیں ہے وہ درست نہیں ہے حرام ہے۔ تو سب کو ہوتا رہتا ہے تردّد، جب یہ ہو اَور حل نہ نکل رہا ہو تو اُس وقت اُسے چھوڑ دے تاوقتیکہ حل نکل آئے قابلِ اِطمینان، اَپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے نہیں کہ آپ کچھ ہیں جا کہیں رہے ہیں، جانتے ہیں کہ یہ غلط بتائے گا مسئلہ پھر بھی اُس کے پاس جا رہے ہیں۔ ایک عالم کو چھوڑ دیتے ہیں جو پڑھاتا بھی ہے سبق اَور جانتا بھی ہے اَور ایک اَور آدمی کے پاس چلے جاتے ہیں جنہیں کچھ بھی نہیں آتا اُس سے کہتے ہیں زبانی (بغیر تحریر وغیرہ کے)۔

طلاق کا مسئلہ اَور جاہل پیر :

اَب میرے پاس ایک صاحب آئے اَور وہ ایک سیّد ہے اللہ کا بندہ اَور بیوی کو طلاق دے چکا ہے وہ لوگ آئے میرے پاس اَور مجھے بتایا وہ کہتا ہے میرا پیر مراقبہ کر کے کہتا ہے کہ نہیں ہوئی طلاق، صحیح مسئلہ یہی ہے کہ نہیں ہوئی طلاق کیونکہ وہ مراقبہ کر کے کہہ رہا ہے تو گویا خدا سے ڈائریکٹ معلوم کر رہا ہے وہ اَور پھر اُسے پتہ چل رہا ہے۔ یہ کہتے تھے دیکھو اللہ کے بندے مسئلہ آ گیا ہے اِس طرح سے یہ تو وہ چپ ہوجاتا تھا اُس کے بعد پھر پیر کے پاس جاتا تھا پیر پھر اُسے تسلی دیتا تھا مراقبہ کر لیتا تھا کوئی آنکھیں میچ کے اِس کے بعد پھر اُسے بتا دیتا تھا کہ اِس میں تمہاری تو نہیں ہوئی تمہاری تو نہیں ہوئی، بہت دِنوں اِس تردّد میں رہا تو مجھے بڑا عجیب لگا میں نے کہا یہ کوئی دلیل ہے مراقبہ کرلیا اَور کہہ دیا نہیں ہوئی ہے طلاق، یہ کوئی شرعی چیز بنتی ہے ؟ علمی چیزیں ہیں بتادی گئیں ہیں اِسی لیے پڑھا جاتا ہے ورنہ پڑھے کون پھر تو سارے ہی مراقبہ کرلیا کریں اَور جو دِل میں آ رہا ہے وہ کہہ دیا کریں پھر تو دین دین ہی نہ رہے۔

حالانکہ دین میں تو (علماء کی اِنتہائی محنت کے ساتھ) اِتنی باریک تر شقوق نکالی گئی ہیں (اَور اُن پر تحقیقات کر کے لوگوں کے لیے بہت ہی سہولتیں پیدا کر دی گئی ہیں مثال کے طور پر آپ) یہ کہتے ہیں نا کہ اَڑتالیس میل پر تو قصر ہوجاتا ہے اَب اَڑتالیس میل کیا ہوتا ہے، ایک میل کتنا ہوتا ہے ؟ تو علماء نے بہت پیمائش کی بڑے پیمانے نکالے اُنہوں نے کہا کہ (ایک میل) ایک ہزار ''باع'' کا ہوتا ہے، ''باع'' کہتے ہیں اِسے کہ یہ دونوں ہاتھ ایسے پھیلالو یہ دونوں ہاتھوں (کا پھیلاؤ) سمجھیے بن گئے چار ہاتھ (یعنی چار ذرع اَور ایک ذرع ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے تو) چار ہاتھ بن گئے چھ فٹ کے تو اَب چھ فٹ کو ایک ہزار سے آپ ضرب دیں تو چھ ہزار فٹ (کا ایک میل) اُنہوں نے پیمائش کی ہے، اَور ایک ذرع کتنی ہے ؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ چوبیس اُنگلیاں ہیں، اَچھا اُنگلی کتنی ہے ؟ اُنہوں نے کہا اِتنے چاولوں کے برابر اَور وہ جو (چاول) لیے جائیں گے وہ کس طرح رکھے جائیں گے ؟ ایک کو دُوسرے سے مِلا کر اِس طرح رکھو تو پھر وہ اُنگلی (کے برابر) بنے گی کیونکہ اُنگلی اَگر وہ پہلوانوں کی لی

جائے وہ بہت (بڑی ہوگی) اَور کسی پتلے دُبلے اَور نازک آدمی کی لی جائے تو وہ اَور ہوگی تو اُس کی بھی پیمائش بتلائی پھر کہا چاول کتنا ؟ کیونکہ چاول بھی کہیں موٹے کہیں باریک کہیں کیسے کہیں کیسے بہت قسم کے، اُنہوں نے کہا کہ خچر کے اِتنے بال لے لیے جائیں گے اَور خچر کے بال معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی جیسے ہوتے ہیں کیونکہ جہاں آب و ہوا ایک ہی جیسی ہوتی ہے خچر وہیں ہوتا ہے تو اُس کے بال اِتنے لے لو وہ.................. مطلب یہ ہے میرے کہنے کا کہ اِن علمائے کرام نے جتنی محنت کی ہے وہ آپ کے اَنداز سے باہر ہے اِس کے باوجود ایک آدمی کسی جاہل کی پیروی تو کرے کہ اُس نے یوں مراقبہ کر کے بتادیا اَور علماء کے فتوے کا اِعتبار نہ کرے تو یہ داخل نہیں ہے اُس (تردّد والی صورت) میں بلکہ یہ بالکل حرام ہے۔

یہ جو مَاحَاكَ فِیْ صَدْرِكَ دِل میں تردّد تو دِل میں تردّد کا مطلب تو یہ ہے کہ سچ مچ جو متقی علماء ہیں جن کے پاس واقعی علم بھی ہے اُن میں اِختلاف پیدا ہوگیا تو اُس میں کیا کرے آدمی اَور وہ حنفی عالموں میں آپس میں بھی ہوسکتا ہے اَور وہی مراد ہے، حنفی شافعی نہیں ہے وہ تو اَلگ اَلگ مسلک ہو گئے، حنفیوں میں ہوگیا، شافعیوں میں ہوگیا آپس میں، مالکیوں میں ہوگیا، حنبلیوں میں ہوگیا، تو بس وہ چیز چھوڑ دے آدمی فَدَعْهُ ، کیونکہ بعض علماء کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے بعض کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اَور دونوں متقی ہیں اَور اَگر اُن میں ایک جو کہہ رہا ہے کہ ٹھیک ہے متقی بھی نہیں ہے تو پھر سمجھ لو کہ وہ ہے ہی بالکل غلط، اُس میں تو پھر تردّد کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ تردّد تو وہاں ہوتا ہے جہاں دونوں بلند پایا ہیں دونوں متقی ہیں اَور دونوں علم میں بھی بڑے ہیں وہاں اِختلاف و تردّد ہوگا تو چھوڑ دے۔

اِس (حدیث) میں دو چیزیں اِرشاد فرمادی گئیں ایک اِیمان کی علامت اَور ایک گناہ تو دِل میں جب تردّد ہو بس اُسے چھوڑ دیا کرو تو سمجھو گناہ سے نجات ہوتی رہے گی بس پھر بچتے رہو گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمانِ کامل معرفتِ کاملہ عطا فرمائے آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء...........

❁ ❁ ❁

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶۵

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

مجاہدینِ اِسلام کے لیے خاص دُعائیں

حضرت شریح بن عبید الحضرمیؒ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے زبیر بن ولید کو یہ بتلاتے ہوئے سنا کہ اُنہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ جب جہاد یا سفر پر تشریف لے جاتے اَور رات کا وقت ہو جاتا تو یہ دُعا پڑھتے :

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا فِیْکِ وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَیْکِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ کُلِّ اَسَدٍ وَ اَسْوَدَ وَحَیَّۃٍ وَعَقْرَبٍ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ.

اَبو القاسم نے فرمایا '' وَمَا وَلَدَ '' سے مراد ''اِبلیس'' ہے اَور اَبو القاسم حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں۔ (تھذیب الکمال فی الزبیر بن ولید الشامی ج ۲ ص ۲۱۵)

بہر حال اللہ پاک کی طرف توجہ کرنا اَور ایسی دُعاؤں کا پڑھتے رہنا کہ جن میں بڑی تاثیرات دیکھی گئی ہوں بہت بڑے نفع کا حامل ہے لہٰذا چند دُعائیں تحریر کیے دیتا ہوں کیونکہ اِن میں کثیر نفع کی اُمید ہے۔ چنانچہ کتب میں مذکور ہے کہ اِبن حاتم روایت کرتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے معرکۂ بدر کے موقع پر شَاھَتِ الْوُجُوْہُ اَللّٰھُمَّ اَرْعِبْ قُلُوْبَھُمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ پڑھا اَور سنگریزے اُٹھا کر دُشمن کے لشکر کی دائیں بائیں اَور پشت کی جانب ڈال دیے پس دُشمن کے دفعیہ اَور شکست میں اِس کے عظیم اَثرات نمودار ہوئے۔ حق تعالیٰ نے کلامِ مجید میں اِرشاد فرمایا ہے :

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی آپ نے نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مارا۔

اَور جبکہ مجاہدینِ اسلام پوری طرح راہِ حق میں اُس کے دینِ متین کی خاطر سر ہتھیلی پر رکھ کر باری تعالیٰ کے حضور حاضر ہیں۔ تو مناسب ہوگا کہ اِس طرح کرلیں کہ (مذکورہ بالا) آیتِ مبارکہ '' وَمَا رَمَيْتَ .... '' چند بار بعد دِطاق پڑھ لیں کہ یہ آیتِ مبارکہ سے توسل ہوگا اَور تبرک بھی پھر (مذکورہ بالا) شَاهَتِ الْوُجُوْهُ .... پڑھیں اَور مسنون طریقہ کے مطابق عمل کر کے فائر کا آغاز کریں

(۲) ریڈیائی (ایٹمی) اَثرات اَور زہریلی گیسوں کے ضرر سے حفاظت کے لیے ہر نماز کے بعد تین بار یہ دُعا پڑھ لیا کریں :

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .

نیز اِس مبارک دُعا کے فوائد میں ایک واقعہ سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

(۳) آگ خاص طور پر نیپام بم وغیرہ کے نقصانات سے تحفظ کے لیے مندرجہ ذیل آیاتِ مبارکہ ہر روز ایک بار یا ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔

علامہ کمال الدین محمد بن موسٰی الدمیریؒ نے حیاۃ الحیوان میں ذکرِ شاۃ کے ذیل میں اَبو زُرعہ رازی رحمہ اللہ سے ایک قصۂ عجیبہ نقل کیا ہے :

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ. وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ. وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ . وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ. تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى . يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ . اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ . وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ . وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ .

(۴) ہر قسم کی حفاظت کے لیے یہ دُعا ہر روز ایک بار یا ہر نماز کے بعد پڑھیں۔
علامہ دَمیریؒ نے ذکرِ شاۃ میں اِس کی عجیب تاثیرات ذکر فرمائی ہیں۔

وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ . وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً . وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ حَفِيْظٌ . فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ . لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ . اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ . وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ . وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا. وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ . وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ. وَحِفْظًا ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ. وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ حَفِيْظٌ. اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ.وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيْظٌ. وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ . اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ. اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ تَكْذِيْبٍ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ.

(۵) حشرات الارض (کیڑے مکوڑوں) سے حفاظت کے لیے یہ دُعا صبح و شام پڑھیں :

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ .

حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ دُعاء بچھو سے حفاظت کے لیے ہے چونکہ کلماتِ دُعاء عام ہیں لہٰذا اللہ پاک سے عام نفع کا طلبگار رہنا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھیں، اِنشاء اللہ بقدرِ نیت اِس کی برکات کا مشاہدہ کریں گے۔

جو بھی راہِ حق میں برسرِ پیکار ہے حق تعالیٰ اُس کا حامی و ناصر ہو، آمین۔

تکبیر اَور تعظیم شعائر اللہ کا مقدس دِن

عید

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ ﴾
محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ

لفظِ عید اَور اُس کی حقیقت :

''عید'' عربی لفظ ہے ہم اِس کو نام کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں جیسے ''ہولی''، ''دِیوالی'' ایک تہوار مانا جاتا ہے شب ِ برات اَور محرم کو تہوار کہا جاتا ہے ایسے ہی عید اَور بقرعید بھی دو تہواروں کے نام سے سمجھے جاتے ہیں مگر اَپنے اَصل و حقیقت کے لحاظ سے ''عید'' کے یہ معنی نہیں ہیں۔

عِید ، عَود ، عُود ، عادت ، اِن سب الفاظ کا مأخذ ایک ہی ہے اَور ''بار بار'' ہونے کا مفہوم اِس مأخذ یعنی ''عود'' کا بنیادی نقطہ اَور مرکزی مفہوم ہے۔ اِس بناء پر ہر دِن ''عید'' ہے کیونکہ وہ بار بار آتا رہتا ہے اَور نہ صرف دِن بلکہ ہر ایک رات اَور ہر ایک شب ِ دیجور کو بھی ''عید'' کہا جا سکتا ہے کیونکہ اِس کا چکر بھی برابر چلتا رہتا ہے اَور وہ بھی یکے بعد دیگرے مسلسل آتی رہتی ہے لیکن محاورہ اَور عرفِ عام نے کچھ حدیں قائم کر دیں۔ ''ع ی د'' کے اِس لفظی قالب میں مسرت اَور خوشی کی رُوح پھونکی گئی ہے کامیابی اَور بامرادی کا ہار اِس کے گلے میں ڈالا گیا اَور اِجتماعی زندگی کا تاج اِس کے سر پر رکھا گیا یعنی ''عید'' اُس پر مسرت اَور بامراد دِن کو کہا جانے لگا جو اِجتماعی اَور قومی زندگی کی تاریخ میں کسی کامیابی اَور کامرانی کا مالک ہو اَور اِس کی یاد بار بار دِلا کر جسمِ ملت کی سوکھی رگوں میں مسرت کی اُمنگ اَور خوشی کی تازگی پیدا کرتا رہتا ہو۔

لفظ اَور معنی کے تجزیہ اَور تحلیل کے بعد ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ لفظِ ''عید'' اَپنے مأخذ کے لحاظ سے کچھ ہی معنی رکھتا ہو مگر محاورہ اَور عرفِ عام میں وہ ہندی لفظ ''تہوار'' کا مفہوم اَدا کرتا ہے۔

''عید'' اَور ''تہوار'' میں فرق :

جہاں تک عربی لغت کا تعلق ہے عید اَور تہوار ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں یعنی جس کو تہوار کہا جاتا ہے اُسی کو عید بھی کہا جائے گا اَور حقیقت یہ ہے کہ عرب کے قومی مذاق نے بھی عید اَور تہوار میں کوئی خاص فرق نہیں کیا تھا۔ بقول حضرت سیّدنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جس طرح اِیران کے عجمی دو تہوار ''نوروز'' اَور ''مہرجان'' منایا کرتے تھے، مدینہ کے عرب بھی اِن دونوں تہواروں کے عادی ہو چکے تھے۔ اِیرانی اِن دونوں تہواروں کے لیے فارسی الفاظ ''نوروز'' اَور ''مہرجان'' اِستعمال کیا کرتے تھے۔ عربوں نے اِن کے لیے اَپنے یہاں کا ٹکسالی لفظ ''عید'' بولنا شروع کر دیا تھا یعنی ایک ہی رُوح کے لیے دو قالب اَور ایک ہی منشاء کی تعبیر کے دو عنوان تھے ایک فارسی اَور ایک عربی۔

خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ اللہ عزوجل کا آخری پیغام اَور نوعِ اِنسان کے لیے مکمل ترین تہذیب لے کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ نے جس طرح قوم کی تمام عادتوں اَور اُن کے ہر ایک رسم ورواج پر تنقیدی نظر فرما کر اِصلاح فرمائی اِس رسم پر بھی تبصرہ فرما کر اِس کی اِصلاح فرمائی اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ الْفِطْرِ[۱] یعنی اللہ نے اِن دونوں کے بدلے میں دو تہوار دیے ہیں جو اِن دونوں سے بہتر ہیں ''عید قربانی'' اَور ''عید الفطر'' یعنی یہ حقیقت کہ خوشی کے دِن چھوٹے اَور بڑے سب ہی حسبِ حیثیت عمدہ لباس پہنیں، بن سنور کر نکلیں، ملیں جلیں اَور خوشی منائیں اِس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترمیم کر دی گئی کہ یہ دو دِن ''نوروز'' اَور ''مہرجان'' نہیں بلکہ ''فطر'' اَور ''اَضحیٰ'' کے دو دِن ہیں۔

کیوں :

کیا معاذ اللہ قومی تعصب تھا جس نے یہ ترمیم ضروری قرار دی یا کوئی اِصلاحی مقصد تھا جس کے لیے یہ ترمیم ضروری سمجھی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دینِ فطرت یعنی اِسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ''فطرت'' کا گلا نہیں گھونٹتا اَلبتہ اِس کی کج روی اَور بے اِعتدالی دُور کر دیتا ہے اِس کا یہ فعل یہاں بھی ہوا ہے یعنی

---

[۱] السُّنن الکبرٰی للبیھقی رقم الحدیث ۶۱۲۳

فطری مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اِس میں وہ خوبی پیدا کردی گئی ہے کہ وہ صرف نفسانی اَور مادّی چیز ہی نہیں رہی بلکہ سراسر عبادت اَور ایک رُوحانی حقیقت بن گئی ہے۔

اِسلامی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ خوشی ضرور منا ؤ فطرت کے اِس تقاضے کو کہ سال میں ایک دو روز ایسے ضرور ہوں جن میں اَپنی تہذیب قومی اَور مِلّی شان و شوکت کا مظاہرہ ہو ضرور پورا کیا جائے مگر اِن دِنوں کے مقرر کرنے اَور منانے میں زمانۂ جاہلیت کا ذوق اَور جاہلانہ جذبات کارفرما نہ ہوں بلکہ اِس کا محرک کوئی سچا اَور پاک جذبہ ہونا چاہیے۔

آباء پرستی حرام ہے، مادّہ پرستی شرک ہے اَور ایسا ترنگ اَور ایسی عیش و عشرت جو جامۂ اِنسانیت کو چاک اَور جبینِ تہذیب کو داغدار بنادے خود تہذیب پر ظلم ہے لہٰذا ''عکاظ'' اَور ''ذی المجاز'' جیسے تہوار اَور میلے جن میں خاندانی عظمت اَور آباؤ اَجداد کے مفاخر میں فصاحت و بلاغت کی تمام طاقتیں صرف کردی جائیں یا نوروز اَور مہرجان جیسے تہوار جن میں موسمِ بہار کے نام پر زندگی کی بہار میں بحران پیدا کیا جائے اَور خورد و نوش کی وسعت کو رقص و طرب کے دائرہ تک پہنچا کر عیش و عشرت کی دَاد دی جائے، یہ اِنسانیت و تہذیب و شرافت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، اِن میں سے ایک ایک کو مٹ جانا چاہیے یعنی اِسلام کا بنایا ہوا تہوار، نسلی برتری، خاندانی فخر و عظمت، آباؤ اَجداد کے مفاخر یا موسمِ بہار و خزاں کے مادّی اَثرات کی بناء پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ آباء پرستی کے بجائے خدا پرستی، خاندانی فخر و عظمت کے بجائے اِخلاص و للّٰہیت اَور عیش و عشرت کے بجائے اِیثار و قربانی کے جذبات اِس میں کارفرما ہونے چاہئیں اَور وہ دِن ایسے ہوں کہ اُن سے اگر یاد ہو سکے تو اِنہی پاک جذبات کی اَور اِنہی مقدس رُجحانات کی تاکہ اِنسانی فطرت کا تقاضا اِسی طرح پورا ہو کر عبدیت و بندگی، خدا پرستی اَور اِنسانی شرافت و عظمت کے آثار بھی نمایاں رہیں اَور اِسلام جس اِنسانیت کی تعلیم دیتا ہے اُس کی زندہ تصویر سامنے آسکے اَور جو اِنفرادی طور پر زندگی کا نصب العین اِن اِلہامی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ [1] یہ مقدس نصب العین اِجتماعی صورت میں بھی سامنے آجائے۔

---

[1] بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اَور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

اِسلام نے خدا پرستی کی تصویر میں اِخلاص و صداقت کا رنگ بھرنے کے لیے سب سے پہلے روزے کی تلقین کی ہے جس کی شانِ اِخلاص کا اَندازہ حدیثِ قدسی کے اِس جملہ سے ہوسکتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ [1] (روزہ صرف میرے لیے ہے اَور میں ہی اِس کی جزاء دُوں گا) اِخلاص واِیثار اَور قربانی کی آخری حد وہ ہے کہ اِنسان سب کچھ حتی کہ آل واَولاد کو بھی قربان کرڈالے۔

اِسلام نے فطرتِ اِنسان کو دعوت دی کہ شان وشوکت، زیبائش وآرائش اَور اِنبساط ومسرت کی تمام جلوہ آرائیاں، اِخلاص وصداقت کے اِن ہی دو محوروں پر ہونی چاہئیں۔

(۱) جب ماہِ رمضان ختم ہوا اَور ایک خدا پرست اِیثار و اِخلاص، خدمتِ خلق اَور ہمدردیٔ نوع کا ایک کورس پورا کرا چکے ہیں اِس کا نام ''عید الفطر'' ہے یعنی مسرت کا وہ دِن جس کا محرک اَور منبع یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گزارنے کے بعد آج روزہ کشائی ہوئی ہے۔

(۲) جب والہانہ جذبات کے ساتھ اِس ''بیتِ عتیق'' میں حاضری ہو جس کے بانی (حضرت اِبراہیم علیہ السلام) نے پہلے اِس ''وادیٔ غیر ذی ذرع'' میں اَپنی مالوفات (رفیقۂ حیات حضرت ہاجرہ اَور شیرخوار لختِ جگر حضرت اِسماعیل علیہ السلام) کو چھوڑ کر اِس کے بعد اِنسانی تمناؤں کے آخری سہارے کو قربان کر کے عاقشانِ پاک طینت کے لیے مقدس مثال قائم کی تھی۔

یہ دو عیدیں ہیں جن کی اِسلام نے تعلیم دی ہے اِن کے سلسلہ میں لکھنے اَور کہنے کی باتیں تو بہت کچھ ہیں مگر مناسب اَور بہتر یہ ہے کہ قول کی بجائے فعل کی طرف توجہ دی جائے۔

(بحوالہ : ماہنامہ اَنوارِ مدینہ ج ۱ شمارہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ/ جنوری ۱۹۷۱ء)

---

[1] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۴۹۲

قسط : ۲۴

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

۞ ۞ ۞

کافر عورتوں سے پردہ میں کوتاہی :

ایک بات عورتوں کے متعلق یہ کہنے کی ہے کہ عورتیں پردے میں اِحتیاط کم کرتی ہیں جن رشتہ دَاروں سے شرعاً پردہ ہے اُن کے سامنے (بے تکلف) آتی ہیں نیز کافر عورتوں سے جیسے بھنگن اَور چمارن وغیرہ سے بدن چھپانے کا اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ شریعت میں اِن سے بھی پردہ ہے گو اَیسا گہرا پردہ نہیں جیسا مردوں سے ہوتا ہے بلکہ کافر عورتوں کے سامنے صرف منہ اَور گٹوں تک ہاتھ اَور پیر کھولنے کی اِجازت ہے، باقی سر اَور سر کے بال اَور بازو کلائی اَور پنڈلی وغیرہ کھولنا جائز نہیں، اِس کا بہت خیال کرنا چاہیے۔

کافر عورتوں سے پردہ کے حدود اَور شرعی دلیل :

ایک خاص بات ایسی ہے جس کی طرف اَکثر عورتیں بلکہ مرد بھی توجہ نہیں کرتے وہ یہ کہ جسم کے جن حصوں کا محرم مرد سے چھپانا فرض ہے، کافر عورتوں سے بھی اُن کا چھپانا فرض ہے مثلاً سر کا کھولنا یا گلا کھولنا محرموں (مثلاً باپ بھائی) کے سامنے جائز نہیں اِن حصوں کا کافر عورتوں کے سامنے کھولنا بغیر کسی ضرورت کے حرام ہے۔ اَلبتہ اگر اِن حصوں کو علاج کی غرض سے کھولنا پڑے تو جائز ہے لیکن بلاضرورت ہرگز نہ کھولنا چاہیے جس کی دلیل حق تعالیٰ کا یہ اِرشاد ہے اَوْ نِسَآئِهِنَّ اِس سے پہلے حق تعالیٰ نے اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے سامنے عورتوں کو آنا جائز ہے چنانچہ اِرشاد ہے :

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِیْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ.... (سُورۃ الاحزاب)

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ هِنَّ اَوْ اٰباءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ .

''اَور اَپنی زینت کے مواقع کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اَپنے شوہروں یا اَپنے باپ پر یا اَپنے شوہر کے باپ پر یا اَپنے بیٹوں پر یا اَپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اَپنے بھائیوں (خواہ حقیقی ہوں یا ماں باپ شریکی اَور چچازاد ماموں زاد بھائی وغیرہ مراد نہیں) یا اَپنے بھائیوں کی اَولاد پر یا اَپنی بہنوں کی اَولاد پر (یہاں بھی حقیقی یا ماں اَور باپ شریکی بہنیں مراد ہیں، چچازاد خالہ زاد، ماموں زاد بہنیں مراد نہیں) یا اَپنی عورتوں پر۔''

مراد اِس سے مسلمان عورتیں ہیں کیونکہ وہی اَپنی کہلاتی ہیں تو اِن آیتوں میں یہ نہیں، فرمایا اَلنِّسَاءُ اگر اِس طرح فرماتے تو مطلب یہ ہوتا کہ مسلمان عورتوں کو سب عورتوں کے سامنے آنا اَور اَپنی زینت کے مواقع کا کھولنا جائز ہے لیکن حق تعالیٰ نے اَوْ نِسَآئِهِنَّ فرمایا جس کا ترجمہ ہے : ''اَپنی عورتیں'' اَور باتفاقِ مفسرین اَپنی عورتیں وہی جو مسلمان ہیں۔

پس مطلب یہ ہوا کہ مسلمان عورتوں کو مسلمان عورتوں کے سامنے اَپنی زینت کے مواقع کا کھولنا جائز ہے، کافر عورتوں کے سامنے گلا اَور سر اَور کلائیاں اَور پنڈلیاں کھولنا جائز نہیں۔ اِس میں بکثرت عورتیں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ عورتوں سے کیا پردہ حالانکہ شریعت میں کافر عورتوں کا حکم مثل اَجنبی مرد کے ہے۔ (الکمال فی الدین النساء ص ۸۰)

کافر عورتوں سے پردہ :

خوب سمجھ لو کافر عورتیں مثل اَجنبی مرد کے ہیں۔ اُن کے سامنے بدن کا کھولنا ایسا ہی ہے جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے کھولنا۔ پس اِن (کافر عورتوں) سے تمام بدن کو اِحتیاط کے ساتھ چھپاؤ، صرف منہ اَور قدم اَور گٹے تک ہاتھ کھولنا اِن کے سامنے جائز ہے، باقی تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔

خصوصًا سر کھول کر گھر میں پھرنے کا عورتوں کو زیادہ مرض ہے۔ اِن کافر عورتوں کے آنے کے وقت تمام سر کو چھپانا چاہیے کہ بال تک بھی اُن کو نظر نہ آئیں۔ اِس طرف عورتوں کو بالکل توجہ نہیں جس کا سبب یہ ہے کہ اُن کو اَحکام کی طرف توجہ کم ہے۔

میموں (ڈاکٹرنیوں) سے تو اُن کو کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے مگر اَکثر بھنگنوں، چماروں یا کُنجڑنوں سے بہت واسطہ پڑتا ہے۔ یہ عورتیں رات دِن گھر میں گھسی رہتی ہیں اِن سے بہت کم اِحتیاط کی جاتی ہے۔

غیر مسلم ڈاکٹر عورتوں سے علاج کرانا :

آج کل جابجا شفا خانے کھلے ہوئے ہیں جن میں زَنانے شفاخانے بھی ہیں۔ ہندوستانی عورتیں وہاں جا کر میموں سے علاج کراتیں ہیں۔ اِس ذریعہ سے اُن کے پاس آمدورفت ہوتی ہے اَور جو زیادہ وسعت والے ہیں وہ میموں کو اَپنے گھروں میں بلاتے ہیں لوگ اِس میں اِحتیاط نہیں کرتے اَور یوں سمجھتے ہیں کہ یہ عورتیں ہیں اِن سے کیا اِحتیاط اِس لیے بے تکلف میموں سے علاج کراتے ہیں۔

حالانکہ میمیں مردوں سے زیادہ قابلِ اِحتیاط ہیں کیونکہ مردوں سے تو مردوں کو سابقہ پڑتا ہے اَور میموں کو عورتوں سے سابقہ پڑتا ہے اَور اِن میں تأثر کا مادّہ زیادہ ہے۔ یہ ہر نئی چیز سے بہت جلدی متأثر ہوتی ہیں پھر میموں کے طرزِ تقریر میں ایک خاص بات ہوتی ہے جو (عام) ہندوستانی عورتوں میں نہیں ہوتی اِس لیے وہ میموں کی باتوں سے بہت جلد متأثر ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ ایک دیندار عورت نے اِس حقیقت کو خوب سمجھا اُس کی آنکھ میں کچھ نقص (مرض) تھا ڈاکٹر کو آنکھ دِکھانے سے وہ اِنکار کرتی تھی اَور یہ کہتی تھی کہ آنکھ ہی کی تو شرم ہے، جب غیر مرد کے سامنے آنکھ ہوگئی پھر پردہ کاہے کا رہا۔ پھر اُس نے ایک میم کو اَپنی آنکھ دِکھلائی اُس نے دیکھ کر کہا میں اِس علاج میں ماہر نہیں ہوں تمہیں ڈاکٹر صاحب کو آنکھ دِکھلانی چاہیے، اُس نے ڈاکٹر کو دِکھلانے سے اِنکار کیا۔ اِس پر صاحبہ نے ایسی تقریر کی کہ اُن کی رائے فورًا بدل گئی اَور ڈاکٹر صاحب کو دِکھلانے کو تیار ہوگئیں پھر اُن کو شبہ ہوا اَور عہد کیا کہ اَب ساری عمر بھر اِن میموں کا منہ کبھی نہ دیکھوں گی کہ اِس ساحرہ (جادُوگرنی)

نے تو میری عمر بھر کی حیا اَور غیرت کو ایک منٹ میں اَپنی تقریر سے مغلوب کردیا۔ اُس وقت مجھے ڈاکٹر کے سامنے آنے سے بھی غیرت نہ روکتی تھی، اِن کا کیا اِعتبار یہ ظالم تو اَپنی تقریر سے کسی کا دین بھی بدل دیں تو تعجب نہیں۔

صاحبو ! اِس بات کو معمولی نہ سمجھو اِس کی بہت اِحتیاط ضروری ہے خصوصًا یہ جو مشن کی میمیں (عیسائی ڈاکٹر عورتیں) اِن سے تو بہت ہی لازمی ہے۔ یہ اَپنے مذہب کی تبلیغ بڑی باریکی سے کردیتی ہیں کہ سننے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا مگر اِس کا اَثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کے ذہن میں اُن کے مذہب سے نفرت نہیں رہتی اَور بعض علاج کے ساتھ ساتھ وہ مذہبی گفتگو بھی صاف صاف کرتی رہتی ہیں۔ میں نے بہت واقعات ایسے سنے ہیں کہ بعض عورتوں نے میموں (عیسائی ڈاکٹر عورتوں) کا علاج شروع کیا پھر اُن پر اَیسا اَثر پڑا کہ کم بختوں نے دین بدل دیا اَور بعض نے دین نہیں بدلا تو پردہ کرنا چھوڑ دیا۔ اَور بعض نے لباس اَور زیور وغیرہ میں اُن کا طرز اِختیار کرلیا۔ یہ تو سب سے کم دَرجہ کا اَثر ہے اَب روز بروز اِس کی زیادتی ہورہی ہے۔ (الکمال فی الدین ص ۷۹)

ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک لڑکا نو تعلیم یافتہ ہے اَور وہ اَپنی بیوی سے متنفر ہے اَور اُس کے رشتہ داروں میں کوئی لڑکی ہے اَور وہ ایم اے پاس ہے، اُس سے اِس کا تعلق ہے اَور اِس لڑکی کا میلان بھی اُس کی طرف ہے اَور اِس لڑکی کے ماں باپ نے جو اِس کی شادی کرنا چاہا تو اُس نے صاف اِنکار کردیا اَور یہ کہا کہ ہم اَپنی مرضی کا ڈھونڈیں گے جس کا ہم نے تجربہ کرلیا ہے۔

جناب یہ نتیجہ ہے اُس آزادی (بے پردگی) اَور جدید تعلیم کا۔ جن عورتوں کی یہ حالت ہو، بتلائیے کیا وہ خانگی اُمور کو اَنجام دے سکیں گی اگر شوہر بیمار ہو تھکا ہو کیا وہ پاؤں دبائیں گی یا بچوں کی خدمت کریں گی۔ ہاں بس اُس کام کی ہیں کہ اَولاد جنا کریں بلکہ اگر کوئی مشین بچہ جننے کی اِیجاد ہو تو یہ اِس سے بھی آزاد ہوجائیں اَور یہ کہہ دیں گی کہ کیا ہمارا پیٹ فٹن ہے جو ہم بچہ کا بوجھ لادے لادے پھریں۔ اَب بھی اُن سے جس قدر ہوسکتا ہے بچوں سے قطع تعلق رکھتی ہیں، بچہ پیدا ہوا اَور کسی عورت کے حوالہ کردیا۔

اَلحاصل عورتوں کی آزادی اَور بے پردگی میں وہ مصلحتیں جن کے لیے وہ پیدا کی گئی ہیں حاصل نہیں ہوسکتی ہیں، وہ پردہ ہی میں حاصل ہوسکتی ہیں اَور پردہ کا مفہوم عام ہے یعنی وہ بھی پردہ ہی ہے جو مالداروں میں ہے اَور وہ بھی پردہ ہے جو غریبوں کی عورتوں میں ہے۔ بے پردگی وہ ہے جو آزاد عورتوں میں ہے۔ (مفاسدِ گناہ ص ۴۱۰)

کافر عورتوں سے علاج کرانے میں چند ضروری شرعی ہدایات :

کافر عورتوں سے علاج کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اِس میں چند باتوں کا خیال رکھیں :

☆ اُن سے علاج معالجہ کے سوا اَور کوئی بات نہ کریں۔

☆ ضروریات کے سوا زیادہ میل جول نہ بڑھائیں اُن سے بہناپا (دوستی) نہ کریں۔ آج کل تو غضب یہ ہے کہ جس گھر میں ایک دفعہ میم صاحب کا قدم آجاتا ہے پھر وہ روز کے روز اِس میں کھڑی نظر آتی ہے۔ اگر وہ خود بھی نہ آئی تو گھر والیاں بلاتی ہیں اِس کی بہت سختی سے بندش کرنا چاہیے۔

☆ اگر وہ مذہبی باتیں شروع کرے تو فوراً روک دینا چاہیے یا کم اَز کم سننا نہ چاہیے۔ اَور اگر وہ کسی بات کا جواب مانگیں تو صاف کہہ دو کہ شہر میں علماء موجود ہیں تم اُن سے جا کر کہو وہ تم کو ہر بات کا جواب دیں گے۔

☆ اَور ایک خاص بات تو ایسی ہے جس کی طرف اَکثر عورتیں تو کیا خاص مرد بھی اِس کی طرف توجہ نہیں کرتے، وہ یہ کہ جسم کے جن حصوں کا محرم مرد (جیسے بھائی وغیرہ) سے چھپانا فرض ہے کافر عورتوں سے بھی اِن کا چھپانا فرض ہے مثلاً سر کا کھولنا یا گلا کھولنا محرموں کے سامنے جائز نہیں اِن مواضع کا کافر عورت کے سامنے کھولنا بھی بلا ضرورت حرام ہے۔ اَلبتہ اِن مواضع (جسم کے حصہ) کو علاج کی غرض سے کھولنا پڑے تو جائز ہے لیکن بلا ضرورت ہرگز نہ کھولنا چاہیے۔

اِس میں بکثرت مستورات (عورتیں) مبتلاء ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ عورتوں سے کیا پردہ ہے حالانکہ شریعت میں کافر عورتوں کا حکم مثل اَجنبی مرد کے ہے اِن کے سامنے بدن کھولنا ایسا ہی ہے

جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے بدن کھولنا۔ پس اِن سے تمام بدن کو اِحتیاط سے چھپاؤ، صرف منہ اَور قدم اَور گٹے تک ہاتھ کھولنا اِن کے سامنے جائز ہے باقی تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔ اِس کی طرف عورتوں کو بالکل توجہ نہیں۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ج ۷ ص ۱۶۷)۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

عید الفطر کے بعد مزید چھ دن کے روزے رکھنا بہت فضیلت اَور ثواب کا کام ہے۔ عید الفطر کے بعد کے چھ روزے ماہ شوال میں رکھے جائیں خواہ وہ مسلسل رکھے جائیں یا وقفہ وقفہ سے رکھے جائیں، غرض یہ کہ اِس ماہ میں چھ روزوں کی تعداد پوری ہو جائے۔ اَحادیث میں اِس کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے جو مندرجہ ذیل اَحادیث سے معلوم ہوتی ہے۔

حضرت اَبو اَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے مہینہ میں رکھے تو یہ ایسا ہو گیا جیسا کہ اُس نے سال بھر کے روزے رکھے۔ پورا سال روزے رکھنے کا جتنا ثواب ہے اُس کے برابر ثواب شوال کے مہینہ میں چھ دِن کے روزے رکھنے کا ملتا ہے۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اَور شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو یعنی بچہ ماں کے پیٹ سے جیسا گناہوں سے پاک صاف پیدا ہوتا ہے اِسی طرح رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے سے بھی وہ گناہوں سے اِسی طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

قسط : ۲۰

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

عدل واِنصاف :

☆ عدل واِنصاف آپ کا ضرب المثل ہے، خود اَپنے فرزند اَبوشحمہ ؓ پر حد جاری کی، اُنہوں نے مصر میں شراب پی تھی، حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے اِن کو اَپنے گھر کے اَندر بلا کر پوشیدہ طور پر آہستہ آہستہ دُرّے لگائے، یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مِلی تو آپ ؓ نے اُن کو لکھا اے عمر بن عاص ؓ تمہاری جرأت پر مجھے تعجب ہے کہ تم نے میرے حکم کے خلاف کیا اَب میں تم کو معزول کرنے کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتا۔ تم اَبوشحمہ کو یہ خیال کر کے کہ اَمیر المومنین کا لڑکا ہے گھر کے اَندر ہلکی سزادی حالانکہ تم کو اُس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنا چاہیے تھا جو سب کے ساتھ کرتے ہو، اَچھا اَب اُس کو فورًا میرے پاس بھیجو تاکہ اُس کو اَپنی بد اَعمالی کا مزہ مِلے چنانچہ جب وہ آئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سفارش کی کہ اَمیر المومنین ایک مرتبہ سزا مِل چکی ہے مگر آپ نے کچھ نہ سنا۔ اَبوشحمہ رونے لگے کہ اے باپ میں بیمار ہوں دوبارہ مجھے سزا دیجئے گا تو میں مرجاؤں گا مگر آپ نے کچھ توجہ نہ کی اَور قاعدہ کے مطابق سزادی، اِس سے اِن کی بیماری بڑھ گئی اَور ایک مہینے کے بعد اِنتقال ہوگیا۔

☆ اَپنے سالے قدامہ اِبن مظعون ؓ پر بھی شراب خوری کی حد جاری کی اَور قرابت وغیرہ کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ قدامہ نے اِس پر اُن سے ترکِ کلام کردیا پھر خود آپ ؓ نے بڑی مشکل سے راضی کیا۔

☆ ایک روز راستہ سے گزر رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت سے باتیں کر رہا ہے اُس کو آپ نے ایک دُرّہ ماردیا۔ اُس نے کہا اَمیر المومنین یہ تو میری زوجہ ہے پھر فرمایا تم راستے میں

کھڑے ہوکر کیوں باتیں کرتے ہو مسلمانوں کو اپنی غیبت میں مبتلا کرتے ہو۔ اُس نے کہا اَمیر المومنین اَبھی ہم مدینہ میں آئے ہیں، مشورہ کررہے تھے کہ کہاں قیام کریں۔ یہ سن کر دُرّہ اُس کے ہاتھ میں دیا اَور فرمایا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے قصاص لے لے۔ اُس نے کہا اَمیر المومنین میں نے معاف کیا۔ آپؓ نے فرمایا نہیں قصاص لے لے۔ تیسری مرتبہ اُس نے کہا میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ آپؓ نے فرمایا اچھا اللہ تجھ کو اِس کا بدلہ دے گا۔

اَبوعثمان نہدیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ترازو ہوتے تو اُس میں بال برابر بھی پاسنگ نہ ہوتا۔ (طبقات ج ۳)

☆ آپ کے ملکی اِنتظامات اَور سیاست وصولت کے واقعات بھی بے شمار ہیں لیکن اِس موضوع پر بعض کتابیں اُردو زبان میں بھی شائع ہوچکی ہیں لہٰذا یہاں چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

کئی شہروں کی بنیاد ڈالی اَور اُن کو آباد کیا چنانچہ شہرِ بصرہ اَور کوفہ آپ رضی اللہ عنہ ہی کے آباد کیے ہوئے ہیں۔

اِسلامی تاریخ کی بنیاد ڈالی، پہلے دَستاویزوں میں مہینہ لکھا جاتا تھا سن نہ ہوتا تھا اِس سے بہت اِشتباہ پڑتے تھے آپؓ نے ہجرت سے سن کا آغاز قائم کیا۔

تمام ممالکِ مفتوحہ میں ہر شہر کے لیے حاکم علیحدہ مقرر کیا اَور بیت المال کا تحویل دَار علیحدہ چنانچہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حاکم اَور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اُن کا وزیر اَور معلمِ دین مقرر کیا۔

ممالکِ مفتوحہ کی زمین کی پیائش کرائی اَور اُسی حساب سے خراج مقرر کیا چنانچہ عراق کی پیائش پر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اَور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو معین فرمایا جس قدر خراج وغیرہ کی آمدنی آپؓ کے زمانے میں باوجود اِس عدل و اِنصاف اَور رعیت پروری کے تھی، آپؓ کے بعد ظلم وجور سے لوگ اِس قدر وصول نہ کر سکے۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک روز حجاج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اِس کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دُنیا کی۔ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق سے دس کروڑ اَٹھائیس لاکھ سالانہ وصول کیے اَور زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اَور حجاج نے اِس قدر ظلم کرنے

پردوکروڑ آٹھ لاکھ۔ زمانہ مابعد میں مامون رشید کا زمانہ زیادتی کا محاصل کے لحاظ سے ممتاز مانا جاتا ہے مگراُن کے زمانے میں بھی عراق سے پانچ کروڑ اَڑتالیس لاکھ سے زیادہ تحصیل نہ ہوئی۔

شاہانِ جاہلیت کی جس قدر ذاتی اَملاک تھیں مثلاً شاہِ اِیران کی اَملاک اِن سب کو آپؓ نے بیت المال میں داخل کرلیا اَور اُس کا مصرف یہ تھا کہ جس کسی کو جاگیر دیتے یا شہیدوں کے بال بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے تو وہ اِسی مد سے ہوتا تھا۔

دریا پر عُمّال کو مقرر کیا تاکہ تجارتی چیزوں کا خمس لیا جائے۔ گزرگاہوں پر عشر لینے والوں کو مقرر کیا تاکہ مسلمانوں سے اَموالِ تجارت کی زکوۃ اَور حربی کافروں سے عشر لیا جائے، جہاں کچھ لوگوں کا مجمع ہوتا تھا اُس کی نگرانی فرماتے تھے کہ کوئی فتنہ برپا نہ ہو۔

شاعروں کو سخت ممانعت کردی گئی تھی کہ کسی کی ہجو نہ کہیں۔ ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو کی، آپؓ نے اُس شاعر کے لیے حکم دیا کہ تہہ خانہ میں ڈال دیا جائے، بالآخر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اَور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سفارش سے چھوڑا مگر اُس سے عہد لے لیا کہ اَب کبھی ایسا نہ کرنا۔

بڑی سخت تاکید کی تھی کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں پر حکومت نہ دی جائے۔ جب حضرت اَبوموسیٰؓ (حاکم بصرہ) اَپنے میر منشی کے ساتھ آئے اَور اَپنے دفتر کا معائنہ کرایا تو آپؓ اُن کے میر منشی کے کام سے خوش ہوئے اَور ایک روز فرمایا کہ تمہارا میر منشی کہاں ہے ذرا یہ تحریر مسجد میں پڑھ کر سنا دے اُس وقت حضرت اَبوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَمیر المومنین وہ منشی تو نصرانی ہے مسجد میں نہیں جا سکتا، یہ سن کر آپؓ نے اَبوموسیٰ کو بہت ڈانٹا اَور فرمایا کہ یہ لوگ رشوت کو حلال سمجھتے ہیں خدا نے اِن کو خائن قرار دیا ہے اَور تم اِن کو اَمین سمجھتے ہو، اَب میں اگر ایسا سنوں گا تو سزا دُوں گا۔

جب کسی کو کسی صوبہ کی حکومت (یعنی گورنری) پر مقرر کرتے تو اُس کی اَمانت اَور عدالت کو خوب جانچ لیتے اَور پھر برابر اُس کے کام کی نگرانی فرمایا کرتے اَور رعایا کو حکم تھا کہ میرے حکام سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو بے خوف وخطر مجھے اِطلاع دو۔ اَپنے حکام کی ذرا ذرا سی بات پر سخت گرفت کرتے اَور مقرر کرتے وقت ایک پروانہ لکھ دیتے جس میں حسبِ ذیل ہدایات ہوتیں :

(۱) باریک کپڑا نہ پہننا (۲) چھانے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا (۳) اَپنے مکان کا دَروازہ بند نہ کرنا (۴) کوئی دَربان نہ رکھنا تاکہ جس وقت جو حاجت مند تمہارے پاس آنا چاہے بے روک ٹوک آسکے (۵) بیماروں کی عیادت کو جانا (۶) جنازوں میں شرکت کرنا۔

ایک مرتبہ تمام صوبوں کے حکام کو فرمان بھیجا کہ موسمِ حج میں سب مکہ میں مجھ سے ملاقات کریں چنانچہ سب وقتِ متعین پر جمع ہوگئے اَور آپؓ نے مجمعِ عام میں کھڑے ہو کر فرمایا میں نے اُن لوگوں کو جو تم پر حاکم بنایا ہے وہ اِس لیے کہ تم کو آرام پہنچائیں، نہ اِس لیے کہ تم پر ظلم کریں، اگر کسی پر کسی حاکم نے ظلم کیا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔

اِس اعلان پر صرف ایک شخص کھڑا ہوا اَور اُس نے کہا اَمیر المومنین میرے حاکم نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں، آپؓ نے فرمایا اچھا تم بھی اِس کے سو کوڑے مارلو۔ اُٹھو میرے سامنے قصاص لے لو حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اَور اُنہوں نے کہا اَمیر المومنین اگر ایسا ہوگا تو آپؓ کے حکام کی کچھ وقعت نہ رہے گی تو فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ قصاص نہ لیا جائے حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ خود اَپنی ذات سے قصاص دِلواتے تھے۔ اے شخص اُٹھ اَور قصاص لے۔ عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَمیر المومنین اچھا اِس بات کی اِجازت دیجئے کہ ہم اِس شخص کو راضی کرلیں چنانچہ وہ شخص اِس طرح راضی ہوا کہ ہر کوڑے کے عوض دو اَشرفیاں دی گئیں۔

ایک روز آپؓ کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ یکا یک کسی شخص نے آواز دی کہ اَمیر المومنین اَپنے حکام کے لیے جو شرطیں آپ لگا دیتے ہیں اُن سے آپؓ کو نجات نہیں مِل سکتی۔ عیاض بن غنم حاکمِ مصر باریک لباس بھی پہنتا ہے اَور اُس کے دَروازے پر دَربان بھی رہتا ہے، یہ سن کر آپ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا (حکام کے پاس قاصد بنا کر وہی بھیجے جاتے تھے) اَور اُن سے فرمایا کہ مصر جاؤ اَور عیاض بن غنم کو جس حالت میں پاؤ اُسی حالت میں لیتے آؤ۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو دیکھا دَروازے پر دَربان ہے، اَندر جا کر دیکھا کہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ ایک باریک

کپڑے کا کرتا پہنے ہوئے ہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چلو، اَمیر المومنین نے تم کو بلایا ہے اُنہوں نے کہا اَچھا اِتنی اِجازت دیجئے کہ کپڑے بدل لوں مگر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اِجازت نہ دی اَور اُسی حال میں اِن کو لے کر آئے۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ باریک کپڑا اُتار دو اَور ایک موٹا کرتا دیا کہ اِس کو پہنو اَور ایک گلہ بکریوں کا دیا کہ اِس کو چرایا کرو اَور اِن کے دُودھ پر بسر اَوقات کرو اَور جو مسافر اِدھر سے گزریں اُن کو پلاؤ، باقی جو بچے وہ ہمارے لیے محفوظ رکھو۔ تم نے سنا، عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کہنے لگے جی ہاں سنا مگر اِس سے تو مرجانا بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے تھے کہ تم نے سنا اَور وہ ہر بار یہی کہتے تھے کہ اِس سے تو مرجانا بہتر ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ تم اِس کام سے نفرت کیوں کرتے ہو، تمہارا باپ بھی تو بکریاں چرایا کرتا تھا اِسی وجہ سے اُس کا نام غانم تھا۔ اَچھا اَب بتاؤ کچھ نیکی بھی تم سے ہوگی ؟ عیاض کہنے ہاں یا اَمیر المومنین اَب کبھی میری کوئی شکایت نہ سنیں گے۔ آپؓ نے فرمایا اچھا جاؤ اَپنا کام کرو۔

اِبراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سنتے تھے کہ کوئی حاکم بیماروں کی عیادت کو نہیں جاتا یا غریب لوگ اُس کے پاس نہیں جاسکتے تو فورًا اُس کو معزول کر دیتے تھے۔

جب ملکِ شام تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ عمدہ لباس پہنے ہوئے شان وشوکت کے ساتھ پیشوائی کو آئے، فرمایا یہ عرب کا کسری ہے۔ اے معاویہؓ ! کیا بات ہے میں نے سنا ہے کہ حاجت مند لوگ تمہارے دَروازے پر کھڑے رہتے ہیں تمہارے پاس تک نہیں پہنچ سکتے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کانپ گئے اَور کہنے لگے اَمیر المومنین یہاں دُشمن کے جاسوس بہت رہتے ہیں لہٰذا اِن کو ہیئت وشوکت دِکھانے کے لیے میں نے ایسا کیا ہے لیکن آپ منع فرمادیں تو اَب نہ کروں گا۔

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کی بابت (جو آخر میں حاکمِ مصر تھے) یہ خبر ملی کہ اِن کے پاس مال بہت ہوگیا ہے، اُونٹ اَور بکریاں اَور غلام وغیرہ بہت ہیں تو آپؓ نے اُن کو لکھا کہ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں ؟ تم سے بہتر لوگ میرے پاس موجود ہیں محض تمہاری جفاکشی کی وجہ

سے تم کو میں نے اِس عہدہ پر مقرر کیا لیکن ایسی باتیں کرو گے تو کیا وجہ ہے کہ تم کو معزول نہ کیا جائے، جواب جلد دو۔

اُنہوں نے جواب دیا کہ اَمیر المومنین میں نے خیانت نہیں کی، مالِ غنیمت سے جو مجھے حصہ ملتا ہے میں نے اُس سے یہ چیزیں خریدی ہیں، یہ چیزیں یہاں اَرزاں ہیں۔ اِس کے جواب میں پھر آپؓ نے لکھا کہ میں اِس قسم کی باتوں کو نہیں سنتا۔ اَچھا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں اَپنا نصف مال اِن کے حوالے کر دو۔

ایک مرتبہ ایک نصرانی تاجر آپؓ کے پاس آیا اَور اُس نے کہا کہ میں عراق میں ایک گھوڑا لے کر گیا جس کی قیمت بیس ہزار تھی آپؓ کے عاشر زیاد بن جدیرؓ نے ایک ہزار روپیہ مجھ سے لے لیا ہے پھر دَرمیان سال میں اُسی گھوڑے کو لے کر میں لوٹا تو وہ ایک ہزار اَور مانگتا ہے۔ آپؓ نے یہ سن کر فرمایا : کُفِیْتَ یعنی بس اِسی قدر کافی ہے۔ وہ نصرانی یہ سمجھا کہ میری فریاد نہیں سنی گئی اَور اَپنے دِل میں یہ اِرادہ کر کے چلا کہ ایک ہزار دے دُوں گا جب وہ اُس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان اُس سے پہلے پہنچ چکا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ جس مال پر عشر لیا جائے تو پھر سال کے اَندر دوبارہ اُس مال پر عشر نہ لیا جائے۔ زیاد بن جدیرؓ نے اُس نصرانی کو یہ فرمان سنا دیا اَور کہا کہ اَب میں تجھ سے نہیں لے سکتا۔ وہ نصرانی یہ سن کر کہنے لگا میں عیسائیت سے توبہ کرتا ہوں اَور میں اُسی شخص کے دین پر ہوں جس نے یہ فرمان تم کو بھیجا غرضیکہ وہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح اِیران کو صرف اِس شکایت پر کہ وہ اَپنے مکان کا دَروازہ بند رکھتے تھے معزول کر دیا مگر آخر عمر میں فرماتے تھے کہ سعد رضی اللہ عنہ کو کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اَور حضرت مثنّٰی رضی اللہ عنہ کو فوج کی سپہ سالاری سے اِس لیے معزول کر دیا گیا کہ لوگوں کو یہ خیال ہو چلا تھا کہ یہ فتوحات اِن دونوں کی وجہ سے ہیں۔ پھر یہ دیکھو کہ اِن دونوں کی معزولی سے فتوحات کی رفتار میں ذرا فرق پیدا نہ ہوا، یہ اُن ہی کی صولت وسیاست تھی

کہ اِتنی بڑی مشین کو خود ہی چلا رہے تھے اَور جس پرزے کو جہاں سے چاہا نکال لیا اَور جہاں چاہا لگایا اَور ذرا بھی خلل رُونما نہ ہوا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری سے معزول کرنے کے بعد قنسرین کی حکومت پر مامور کیا اَور وہاں اُنہوں نے کسی شاعر کو جس نے اُن کی مدح لکھی تھی ایک ہزار روپیہ اِنعام دیا۔ یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مِلی تو آپ نے حضرت اَبوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو میں نے قنسرین کی حکومت سے معزول کیا اُن کو اَپنے پاس بلا کر مجمع عام میں اُن کا عمامہ اُن کے سر سے اُتار کر اُسی عمامہ سے اُن کے ہاتھ بندھواؤ اَور اُن سے پوچھو کہ اِس شاعر کو اِتنی بڑی رقم کہاں سے دی ؟ اگر بیت المال سے دی تو خیانت کی اَور اگر اَپنے پاس سے دی تو اِسراف کیا چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی برتاؤ کیا گیا اَور حضرت خالد رضی اللہ عنہ باوجود اِس جلالت وشجاعت کے دم نہ مار سکے۔ اِس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو آپؓ نے کسی عہدہ پر مقرر نہیں کیا، لیکن ایک گشتی فرمان میں حکام کو اِطلاع دی کہ خالد رضی اللہ عنہ کو کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی اِس سیاست کا نتیجہ یہ تھا کہ جیسا اَمن اَور جیسا عدل و اِنصاف اُن کے زمانہ میں رہا اُس کی نظیر نہ اُس سے پہلے کبھی پائی گئی نہ اُس کے بعد۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

اَولاد کی تعلیم و تربیت

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق اِلٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

بہت سے لوگوں کو اَولاد کی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اَور اَولاد گلی کوچوں میں بھٹکتی پھرتی ہے بچوں کے لیے پیٹ کی روٹی اَور تن کے کپڑوں کا تو اِنتظام کر دیتے ہیں لیکن اُن کی باطنی پرورش یعنی اَخلاقی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ اِن میں وہ لوگ بھی ہیں جن کے اپنے ماں باپ نے اِن کا ناس کھویا تھا اِنہیں پتہ ہی نہیں کہ تربیت کیا چیز ہے اَور بچوں کو کیا سکھائیں اَور کیا سمجھائیں۔ اِس بڑی غفلت میں اُن لوگوں کا بھی حصہ ہے جو خود تو نمازی ہیں اَور کچھ اَخلاق و آداب سے بھی واقف ہیں لیکن ملازمت یا تجارت میں اِس طرح اپنے آپ کو پھنسا دیا ہے کہ بچوں کی طرف توجہ کرنے کے لیے اُن کے پاس گویا وقت ہی نہیں حالانکہ زیادہ کمانے کی ضرورت اَولاد ہی کے لیے ہوتی ہے، جب زیادہ کمانے کی وجہ سے خود اَولاد ہی کے اعمال و اَخلاق کا خون ہو جائے تو ایسا کمانا کس کام کا ؟

بعض لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو اَچھا خاصا علم بھی رکھتے ہیں مصلح بھی ہیں اَور مرشد بھی ہیں، دُنیا بھر کے لوگوں کو راہ دِکھاتے ہیں، سفر پر سفر کرتے رہتے ہیں، کبھی یہاں وعظ کہا کبھی وہاں تقریر کی، کبھی کوئی رسالہ لکھا کبھی کوئی کتاب تالیف کی لیکن اَولاد کی اِصلاح سے بالکل غافل ہیں حالانکہ اپنے گھر کی خبر لینا سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اَولاد کی جانب سے جب چند سال غفلت برت لیتے ہیں اَور اُن کی عمر دس بارہ سال ہو جاتی ہے تو اَب اُن کو صحیح راہ پر لگانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

اَور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں توجہ تو ہے لیکن وہ اَولاد کو حقیقی علم سے بالکل محروم رکھتے ہیں یعنی اَولاد کو اِسلام نہیں سکھاتے۔ بیس بیس سال کی اَولاد ہو جاتی ہے جنہیں کلمہ تک یاد نہیں ہوتا، یہ لوگ نہ نماز جانتے ہیں نہ اُس کے فرائض نہ واجبات جانیں، نہ اِسلام کے عقائد پہچانیں، نہ

دین کو جانیں، اِس قسم کے لڑکوں اَور لڑکیوں کے والدین یورپ کے طور طریق سب کچھ سکھاتے ہیں، کوٹ پتلون پہننا بتاتے ہیں، اپنے ہاتھ سے اُن کے گلوں میں ٹائی باندھتے ہیں، ناچ رنگ کے طریقے سمجھاتے ہیں، عورتیں بیاہ شادی کی رسمیں بتاتی ہیں، شرکیہ باتوں کی تعلیم دیتی ہیں اَور اِس طرح سے ماں باپ دونوں مِل کر بچوں کا خون کر دیتے ہیں اَور طرہ یہ کہ اُن کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بچہ اَور بچی موڈرن ہیں اَنگریز بن رہے ہیں، ترقی یافتہ لوگوں میں شمار ہونے لگے ہیں اَور یہ نہیں سوچتے کہ اُن کی آخرت برباد ہوگئی، اعمالِ بد کے خوگر ہو گئے، اِسلام سے جاہل رہ گئے۔

اَحادیث میں آیا ہے :

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ . (ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۹۵۱)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ اِنسان اپنے بچہ کو اَدب سکھائے تو بلاشبہہ یہ اِس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے۔''

وَعَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ. (مشکوۃ رقم الحدیث ۴۹۷۷)

''حضرت عمرا بن سعید سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچہ کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اَچھے اَدب سے بڑھ کر ہو۔''

اَدب بہت جامع کلمہ ہے۔ اِنسانی زندگی کے طور طریق کو اَدب کہا جاتا ہے۔ زندگی گزارنے میں حقوق اللہ اَور حقوق العباد دونوں آتے ہیں، بندہ اللہ جل شانہ کے بارے میں جو عقائد رکھنے پر مامور ہے اَور اللہ کے اَحکام پر چلنے کا جو ذمہ دار بنایا گیا ہے یہ وہ آداب ہیں جو بندے کو اللہ کے اَور اپنے درمیان صحیح تعلق رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

فرائض اَور واجبات، سنن اَور مستحبات وہ اُمور ہیں جن کے اَنجام دینے سے حقوق اللہ کی

اَدائیگی ہوتی ہے اَور مخلوق کے ساتھ جو اِنسان کے تعلقات ہوتے ہیں اُن میں اِن اَحکام کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے جو مخلوق کی راحت رسانی سے متعلق ہیں اُن میں بھی واجبات اَور مستحبات ہیں اَور اُن کی تفصیل وتشریح بھی شریعتِ محمدیہ میں وارِد ہوئی ہے، یہ وہ آداب ہیں جن کا برتنا مخلوق کے لیے باعثِ راحت ورحمت ہے۔

خلاصہ یہ کہ لفظ اَدب کی جامعیت حقوق اللہ اَور حقوق العباد دونوں کو شامل ہے یہ جو حضور اَقدس ﷺ نے فرمایا کہ اَچھے اَدب سے بڑھ کر کسی باپ نے اپنے بچہ کو کوئی بخشش نہیں دی، اِس میں پورے دین کی تعلیم آجاتی ہے کیونکہ دین اِسلام اَچھے اَدب کی مکمل تشریح ہے۔ بہت سے لوگ لفظ اَدب کے معروف معنٰی لے کر اُس کا رواجی مطلب لے لیتے ہیں اَور اُنہوں نے اُٹھنے بیٹھنے کے طریقوں تک ہی کو اَدب کا اِنحصار سمجھ رکھا ہے۔

حدیث میں یہ جو فرمایا کہ اِنسان اپنے بچہ کو اَدب سکھائے تو یہ اِس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے، اِس میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دِلائی گئی ہے وہ یہ کہ صدقہ خیرات اگرچہ فی نفسہ بہت بڑی عبادت ہے (اگر اللہ کی رضا کے لیے ہو) لیکن اِس کا مرتبہ اپنی اَولاد کی اِصلاح پر توجہ دینے سے زیادہ نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے مال دیا ہے، اُس میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اَور اَولاد کی طرف سے پوری غفلت برتتے ہیں، مسکین آرہے ہیں گھر پر کھا رہے ہیں غریبوں کی روٹی بندھی ہوئی ہے مدرسہ اَور مسجدوں میں چندہ جا رہا ہے لیکن اَولاد بے اَدب، بد اَخلاق، بے دین بلکہ بد دین بنتی چلی جارہی ہے، صدقہ وخیرات کرنے پر خوش ہیں اَور خوش ہونا بھی چاہیے لیکن اِس سے بڑھ کر عمل جو ہے جس کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ اپنی اَولاد کو اَدب سکھانا ہے یعنی اللہ کے راستہ پر ڈالنا ہے، اِس کے لیے فکرمند ہونا لازمی اَمر ہے، اِس غفلت سے نسلوں کی نسلیں تباہ ہوجاتی ہیں۔

ماں باپ کا فریضہ ہے کہ بچوں کو دین سکھائیں اَور دین کو سب سے زیادہ اہمیت دیں کیونکہ دین ہی آخرت کی ہمیشہ والی زندگی میں کام دینے والا ہے۔ بہت سے لوگ بچوں سے بہت زیادہ محبت

کرتے ہیں مگر اُن کی یہ محبت صرف دُنیاوی آرام وراحت تک محدود رہتی ہے اُن کی اَصل ضرورت یعنی آخرت کی نجات اَور موت کے بعد کے آرام وراحت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حلال مال سے حلال طریقے پر کھلانا پلانا اَور پہنانا اچھی بات ہے لیکن اِنسان کی سب سے بڑی ضرورت آخرت کا آرام وسکون ہے۔

بچوں کی خوشی کے لیے اُن کو غیر ضروری لباس بھی پہناتے ہیں، اُن کے لیے تصویریں مورتیاں خرید کر لاتے ہیں اَور اپنے گھروں کو اُن کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے محروم رکھتے ہیں، اُدھار قرض کر کے اُن کی جائز ناجائز ضرورتوں اَور شوقیہ زیب و زینت اَور فیشن پر اچھی خاصی رقمیں خرچ کرتے ہیں لیکن اُن کو دین پر ڈالنے کی فکر نہیں کرتے، یہ بچوں کے ساتھ بہت بڑی دُشمنی ہے اگر دین نہیں تو آخرت کی تباہی ہوگی، وہاں کی تباہی کے سامنے دُنیا کی ذراسی چٹک مٹک اَور چہل پہل کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اپنی اَولاد کے سب سے بڑے محسن وہ ماں باپ ہیں جو اپنی اَولاد کو دینی علم پڑھاتے ہیں اَور دینی اعمال پر ڈالتے ہیں۔ یہ علم نہ صرف اَولاد کے لیے بلکہ خود اُن کے والدین کے لیے بھی قبر میں اَور آخرت میں نفع مند ہوگا۔ ایک بزرگ کا اِرشاد ہے : اِنَّ النَّاسَ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَھُوْا یعنی لوگ سورہے ہیں جب موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔

آخرت سے بے فکری کی زندگی گزارنے میں اِنسان کا نفس خوش رہتا ہے اَور یہی حال بال بچوں اَور دُوسرے متعلقین کا ہے، اگر آخرت کی باتیں نہ بتاؤ اَور کھلائے پلائے جاؤ دُنیا کا نفع پہنچائے جاؤ تو ہشاش بشاش رہتے ہیں اَور اِس تغافل کو باعثِ نقصان نہیں سمجھتے لیکن جب آنکھیں بند ہوں گی اَور قبر کی گود میں جائیں گے اَور موت کے بعد کے حالات دیکھیں گے تو حیرانی سے آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔ عالمِ آخرت کی ضرورتیں اَور حاجتیں جب سامنے ہوں گی تو غفلت پر رنج ہوگا اَور حسرت ہوگی کہ کاش آج کے دِن کے لیے خود بھی عمل کرتے اَور اَولاد کو بھی یہاں کی کامیابی کی راہ پر ڈالتے مگر اُس وقت حسرت بے فائدہ ہوگی۔

لوگوں کا یہ حال ہے کہ بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی سکول اَور کالج کی نذر کردیتے ہیں یا محنت

ومزدوری پر لگا دیتے ہیں، نماز روزہ سکھانے اَور بتانے اَور دینی فرائض سمجھانے اَور اُن پر عمل کرانے کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ شادیاں ہو جاتی ہیں، باپ دادا بن جاتے ہیں لیکن بہت سوں کو کلمۂ طیبہ بھی صحیح یاد نہیں ہوتا، نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے اِس سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ اَسی (۸۰) اَسی (۸۰) سال کے بوڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ دین کی موٹی موٹی باتیں بھی نہیں جانتے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ.

(بحوالہ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ مارچ ۲۰۰۱ء)

عید کی سنتیں

عید کے دِن کی تیرہ سنتیں ہیں :

(۱) شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہنا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح سویرے اُٹھنا (۷) عید گاہ میں سویرے پہنچنا (۸) عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عید گاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (۹) عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر اَدا کرنا (۱۰) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عید گاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ میں جانا، دُوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عید الفطر کے دِن عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف جانا اَور عید الاضحیٰ کے دِن بلند آواز سے کہتے ہوئے جانا۔

(۱۳) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ میں جانا، اگر عید گاہ زیادہ دُور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۱۸)

نظامِ جمہوریت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہم، دارُالعلوم کراچی ﴾

اِس وقت دُنیا میں یہ کہا اَور سمجھا جارہا ہے کہ دُنیا کے مختلف نظاموں کے تجربات کرنے کے بعد آخر میں سیکولر جمہوریت ہی سب سے بہتر نظامِ حکومت ہے یہاں تک کہا جارہا ہے کہ اَب اِس سے بہتر نظامِ حکومت وجود میں نہیں آسکتا۔

اَبھی حال ہی میں اَمریکہ کی وزارتِ خارجہ کے ایک بڑے اَفسر کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے The End Of The History and the Last Man ''تاریخ کا خاتمہ اَور آخری آدمی'' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تاریخ میں جو اِرتقاء ہوتا رہا ہے اِس کے بعد اَب تاریخ اَپنی اِنتہاء پر جا پہنچی ہے، سیکولر جمہوریت دَریافت کرنے کے بعد اَور لِبرل جمہوریت تیار کرنے کے بعد اَب کوئی اَچھا نظام وجود میں نہیں آسکتا۔

یہ باقاعدہ اِسی طرح کی پیش گوئی ہے جیسے کسی زمانے میں کارل مارکس کہا کرتا تھا کہ اِشتراکی نظام ہی دُنیا کا آخری نظام ہے اَور اِس کے بعد کوئی اَور بہتر نظام وجود میں نہیں آئے گا۔

اِسی طرح سیکولر جمہوریت اَور سرمایہ دَارانہ نظام کے بارے میں بھی یہ بات کہی جارہی ہے بالخصوص رُوس کی سویت یونین کے سقوط کے بعد یہ دعوے کیے جارہے ہیں کہ سیاست میں سیکولر جمہوریت اَور معیشت میں سرمایہ دَارانہ نظام کو عملاً ایسی فتح حاصل ہوگئی ہے کہ اَب کوئی دُوسرا نظام اِس کی ہمسری نہیں کرسکتا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ نظام جس کو جمہوریت کہا جاتا ہے یہ کس قدر پختہ اَور معقول نظام ہے ؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ جمہوریت کے تحت بعض ایسے اُصول دُنیا میں پھیلے جنہوں نے بحیثیتِ مجموعی فرد کی آزادی کو فائدہ پہنچایا۔ اِس سے پہلے مطلق العنان حکومتیں اَور بادشاہتیں تھیں یا ڈِکٹیٹر شپ تھی اُن میں جو جبر وتشدد ہوتا تھا یا فرد پر جو ناروا پابندیاں عائد ہوتی تھیں اِس نظام میں اُن کا

بڑی حد تک خاتمہ ہوا اَور یہ بھی درست ہے کہ لوگوں کے اِظہارِ رائے پر جو قدغن تھی وہ جمہوریت نے دُور کی، علاوہ اَزیں مطلق العنان بادشاہتوں میں جو گھٹن کی فضاء پائی جاتی تھی اُس کو جمہوریت نے بڑی حد تک رفع کیا۔

''جمہوریت'' منفی عمل کا منفی ردِّعمل :

لیکن اگر اِس کے بنیادی تصور کے لحاظ سے دیکھئے تو یہ نظام دَرحقیقت کسی سنجیدہ فکر پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ صدیوں کے اُن نظاموں کا ردِعمل ہے جو خود ساختہ تصورات کے تحت لوگوں پر جابرانہ حکومت کر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ یورپ کی تاریخ کے بیشتر حصے میں مطلق العنان بادشاہتیں رہیں، اگر کہیں مذہب کا دَرمیان میں ذکر آیا بھی یا مذہب کو بنیاد بنایا گیا بھی تو تھیوکریسی کی اُن خرابیوں کے ساتھ جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں، سلطنتِ رُوما کی تھیوکریسی میں دَرحقیقت کوئی رُوحانی بنیاد موجود نہیں تھی، محض پوپ کے ذاتی تصورات کو معصوم قرار دے کر اُن کو مذہبی حکم کے طور پر نافذ کیا جاتا تھا اَور اِس سے لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے اِس کا ردِعمل یہ ہوا کہ جمہوریت والوں نے مذہب کا جوا بالکل اُتار پھینکا اَور تصور یہ قائم ہوا کہ حاکمیت اَعلیٰ خود عوام کو حاصل ہے۔

جمہوریت دَراَصل اَنگریزی لفظ ڈیموکریسی (Democracy) کا ترجمہ ہے جس کے معنی ہیں عوام کی حاکمیت، اِس طرح نظریہ یہ وجود میں آیا کہ عوام خود حاکم ہیں پھر عوام کے خود حاکم ہونے کے تصور کو سیکولر اِزم کے ساتھ وابستہ کرنا پڑا جس کا مطلب یہ تھا کہ ریاست کے معاملات میں کسی دین اَور مذہب کی پابندی نہیں ہے۔ مذہب اِنسانوں کا ذاتی معاملہ ہے جو اُن کی اِنفرادی زندگی سے متعلق ہے لیکن سرکار کے معاملات سے اِس کا کوئی سروکار نہیں ہے۔ کیونکہ عوام جب خود حاکم ہیں اَور کسی دُوسری اَتھارٹی کے پابند نہیں ہیں تو اِس کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ وہ حکومت کے معاملات میں کسی اِلٰہی قانون کے بھی پابند نہیں بلکہ وہ خود فیصلہ کریں گے کہ کیا چیز اَچھی اَور کیا چیز بری ہے ؟ لٰہذا آزاد جمہوریت یا لبرل ڈیموکریسی سیکولر اِزم کے بغیر نہیں چل سکتی۔

اِس نظریہ کی معقولیت جانچنے کے لیے سب سے پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اَگر ساری عوام حاکم ہیں تو محکوم کون ہے ؟ کیا محکوم زمین ہے یا مُلک کی عمارتیں ہیں یا جمادات یا نباتات ہیں ؟ اگر یہ چیزیں محکوم نہیں بن سکتیں تو آخر محکوم کون ہے ؟ یہ عوام جو حاکم ہیں یہ کس پر حکومت کریں گے ؟ حاکم ہونے کا لازمی نتیجہ ہے کسی کا محکوم ہونا اَور جب عوام کو حاکم قرار دے دیا تو محکوم کا کوئی وجود ہی نہیں رہا، سب کے سب حاکم ہیں اَور جب سب حاکم ہوں تو یہ اَنارکی ہے۔

جمہوریت کی تعریف میں یہ جملہ مشہور ہے کہ

Government of the people by the people for the people

'' یہ حکومت ہے عوام کی، عوام کے ذریعے سے اَور عوام کے لیے ''

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ عوام خود ہی حاکم ہیں اَور خود ہی محکوم بھی ہیں۔ یہ بات کسی منطق کی رُو سے درست نہیں ہوتی کہ ایک ہی شخص کو حاکم بھی قرار دیا جائے اَور اُسی کو محکوم بھی قرار دیا جائے اَور اُسی کو ذریعہ حکومت بھی قرار دیا جائے لہٰذا عوام کی حاکمیت کا جو بنیادی تصور ہے وہ مفقود ہو گیا۔

اِس اِعتراض کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی حاکمیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اَپنی مرضی سے اَپنے نمائندے مقرر کر لیتے ہیں پھر وہ نمائندے حاکم بن جاتے ہیں اَور باقی عوام محکوم ہو جاتے ہیں لیکن اَوّل تو اِس نمائندگی کی حقیقت (بالکل بے تکی ہے جس کو) ہم اِنشاء اللہ عنقریب واضح کریں گے) دُوسرے اِس کا مطلب یہ ہوا کہ عوام کی اَکثریت اپنے نمائندے مقرر کرنے کے بعد بے دَست و پا ہوگئی پھر سارا اِختیار اُن گِنے چنے نمائندوں کے پاس چلا گیا اَور عوام کی بھاری اَکثریت اُن کی دَستِ نگر بن گئی تو یہ اُن گِنے چنے اَفراد کی حاکمیت ہوئی، جمہوریت اَور عوام کی اَکثریت کی حاکمیت تو نہ ہوئی۔

حاکمیت کے معنی خود علمِ سیاست کے ماہرین یہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کا کسی دُوسرے کا پابند ہوئے بغیر خود اَپنی مرضی سے حاکمانہ اِختیارات اِستعمال کرنا یا دُوسرے پر اَحکام جاری کرنا۔ خود علمِ سیاست کی رُو سے یہ حاکمیت کے معنی قرار دیے جاتے ہیں لہٰذا جب یہ کہا جائے کہ عوام حاکم ہیں تو

اِس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی دُوسری اَتھارٹی کے پابند نہیں ہیں حالانکہ عوام کی اَکثریت اَپنے بنائے ہوئے نمائندوں کی اَتھارٹی کے پابند ہوتے ہیں پھر وہ حاکمیت کہاں رہی ؟

دُوسرے عوام کو بے مہار طریقے پر حاکم ماننے کے بعد سوال یہ پیدا ہوا کہ اِس جمہوری حکومت کا مقصد کیا ہے، یہ کس مقصد کے تحت وجود میں لائی جائے گی ؟ اِس سوال پر علمِ سیاست کے ماہرین نے گفتگو کی ہے کہ جمہوریت کا کیا مقصد ہے ؟ جب کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آیا تو کسی نے عاجز آ کر کہا کہ حکومت بذاتِ خود مقصد ہے، یہ ایک تھیوری ہے اَور بعض لوگوں نے کہا کہ اِس حکومت کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو خوشی فراہم کرنا ہے اَور عوام جو کچھ بھی اَحکام جاری کریں گے خوشی فراہم کرنے کے لیے کریں گے۔ لیکن خوشی تو ایک اِضافی چیز ہے ایک شخص کو ایک کام میں خوشی ہوتی ہے اَور دُوسرے شخص کو دُوسرے کام میں خوشی ہوتی ہے۔ اَب کون سی خوشی کو مقدم رکھا جائے ؟ اِس کا کوئی اِطمینان بخش جواب سوائے اِس کے نہیں ہے کہ جس کام میں اَکثریت کو خوشی حاصل ہو وہی خوشی برحق ہے لیکن ساری عوام کو تو خوشی حاصل نہ ہوئی، اِس کے علاوہ اگر عوام کی اَکثریت کو کسی بداَخلاقی میں خوشی حاصل ہو جائے تو اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ اِس بداَخلاقی کا رواج بھی جمہوریت کے مقاصد میں شامل ہو گیا۔

آخری تھیوری جو سب سے زیادہ مقبول سمجھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جمہوری حکومت کا مقصد ہے عوام کے حقوق کا تحفظ۔ اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کے جن حقوق کا تحفظ مقصود ہے وہ حقوق کون متعین کرے گا ؟

اِس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ بھی خود عوام ہی کریں گے لیکن عوام کا حال یہ ہے کہ وہ آج ایک چیز کو حق قرار دیتے ہیں اَور کل اُس کے حق ہونے سے منکر ہو جاتے ہیں اِس لیے حقوق کا کوئی مطلق یا دائمی تصور موجود نہیں ہے بلکہ حقوق سارے کے سارے اِضافی ہیں۔

بہرحال ! جمہوریت کے مبینہ مقاصد میں کہیں بھی آپ یہ نہیں پائیں گے کہ خیر کو پھیلایا جائے گا اَور شر کو روکا جائے گا، اَچھائی کو فروغ دیا جائے گا اَور برائی کو روکا جائے گا۔ یہ اِس لیے نہیں کہتے کہ اَوّل تو اَچھائی اَور برائی کا کوئی اَبدی دائمی معیار اُن کے پاس نہیں ہے کہ فلاں چیز اَچھی اَور

فلاں چیز بری ہے بلکہ اَب تازہ ترین فلسفہ یہ ہے کہ خیر اَور شر کوئی چیز نہیں ہے، دُنیا میں ساری چیزیں اِضافی ہیں۔ ایک زمانے میں ایک چیز خیر ہے اَور دُوسرے زمانے میں وہ شر ہے اَور ایک مُلک میں خیر ہے دُوسرے مُلک میں شر ہے، ایک ماحول میں خیر ہے اَور دُوسرے ماحول میں شر ہے، یہ اِضافی چیزیں ہیں اِن کا کوئی اَپنا حقیقی وجود نہیں ہے بلکہ خیر وشر کے پیمانے ماحول کے زیر اَثر متعین ہوتے ہیں۔

اِسی کا نتیجہ ہے کہ جب سے سیکولر جمہوریت کا رواج ہوا ہے اُسی وقت سے مغرب میں اَخلاقی بے راہ روی اَور جنسی بے راہ رِوی کا طوفان اُٹھا ہے۔ جب تک جمہوریت وجود میں نہیں آئی تھی بلکہ یا تو بادشاہتیں تھیں یا عیسائی تھیوکریسی تھی تو اُس وقت تک اَخلاقی بے راہ روی کا وہ طوفان نہیں اُٹھا تھا جو جمہوریت کے برسرِ کار ہونے کے بعد یورپ میں اُٹھا ہے۔ حالت یہ ہے کہ کوئی بد سے بدتر کام ایسا نہیں ہے جس کو آج آزادی کے نام پر سندِ جواز نہ دی گئی ہو یا کم اَز کم اُس کا مطالبہ نہ کیا جا رہا ہو کیونکہ جمہوریت نہ کسی اَخلاقی قدر کی پابند ہے، نہ کسی کی آسمانی ہدایت سے فیض یاب ہے بلکہ عوام کی اَپنی مرضی اَور خواہش پر سارا دَار و مدار ہے۔

جمہوریت اَور ہم جنس پرستی :

اِسی کا نتیجہ ہے کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ نے ہم جنس پرستی کو سندِ جواز دی اَور اِس کے جواز کا قانون تالیوں کی گونج میں منظور کیا اَور اِس کے بعد یورپ کے بعض ممالک میں ہم جنس شادیوں کو قانونی طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ جس وقت برطانیہ کی پارلیمنٹ میں یہ بل پیش ہوا تو سب لوگ تو اِس کے حامی نہیں تھے اِختلافِ رائے موجود تھا، اِس اختلافِ رائے کو دُور کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی اُس کمیٹی کو ''Wolfenden Committee'' کہا جاتا ہے۔ وہ کمیٹی اِس لیے بنائی گئی تھی کہ وہ اِس معاملہ میں رائے عامہ کا اَندازہ لگائے اَور جو مفکرین اَور دَانشور ہیں اُن سے تبادلہ خیال کرے اَور بالآخر یہ رپورٹ پیش کرے کہ اَیوان رائے عامہ کا جائزہ لینے کے بعد اَور تمام متعلقہ حلقوں سے گفتگو کرنے کے بعد کس نتیجہ پر پہنچے۔

اِس کمیٹی کی رپورٹ بڑی عبرتناک ہے اِس رپورٹ میں کمیٹی نے جو باتیں کہی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ

''ہم جنس پرستی ایک برائی ہے لیکن ہماری دُشواری یہ ہے کہ ہم نے اَپنے پروگرام کو اَچھائی یا برائی پر تعمیر نہیں کیا ہے بلکہ اِس بنیاد پر تعمیر کیا ہے کہ اَفراد اَپنے لیے قانون طے کرنے کے لیے آزاد ہیں۔اَور جب ہم نے یہ اُصول تسلیم کر لیا تو قانون کا دائرہ کار اَخلاق کے دائرہ کار سے بالکل اَلگ ہوگیا ہے۔قانون اَور چیز ہے اَور اَخلاق اَور چیز ہے۔اَخلاق اِنسان کا ذاتی معاملہ ہے اَور قانون رائے عامہ کا مظہر ہے آزادی کا مظہر ہے لہٰذا جب تک معاشرے میں کوئی ایسی کوشش نہیں کی جاتی جو بداَخلاقی یا گناہ کو جرم کے مساوی قرار دیدے تو اَخلاق اَور قانون کا دائرہ کار اَلگ رہے گا۔اَور یہ قانون کا کام نہیں ہے کہ وہ خیر اَور شر کا فیصلہ کرے کہ کون سی چیز اَچھی ہے اَور کون سی چیز بری ہے لہٰذا ہم اِس قانون کی حمایت میں رائے دینے پر مجبور ہیں، جب رائے عامہ اِس کے جواز کی طرف جارہی ہے تو ہم اِس پر یہ رائے دیں گے کہ یہ قانون بنا دیا جائے۔''

چنانچہ اِس کمیٹی کی رپورٹ کی بنیاد پر برطانیہ کے دارُالعوام نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم جنس پرستی قانوناً جائز ہے اَور جب برطانیہ نے یہ قانون بنایا تو اَمریکہ نے بھی بنایا۔اَور اَب یورپ اَور اَمریکہ میں اِن کی باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں جن کو''ہم جنس پرست'' کہتے ہیں برسرِ عام یہ لوگ اَپنے آپ کو Gay کہتے ہیں اِس کے لفظی معنٰی ہیں''مگن'' یعنی خوشی میں مگن۔اِن کی جماعتیں ہیں اَور اِن کی تنظیمیں ہیں جن کے ذریعے وہ اِس نقطہ نظر کا پرچار کرتے ہیں، نہ صرف پرچار کرتے ہیں مرد Gay کہلاتے ہیں اَور عورتیں Lesbian کہلاتی ہیں۔

جمہوریت اَور بیوی کا تبادلہ :

ایک اَور تنظیم چلی ہے جو Swap Union کہلاتی ہے اِس کا معنی ''تبادلہ'' ہے اَور اِس سے مراد بیویوں کا تبادلہ ہوتا ہے اَور اِس کے کلب قائم ہیں۔ چونکہ اَبھی تک یہ قانون نافذ ہے کہ غیر شادی شدہ عورت کو اِجازت ہے کہ وہ جو چاہے کرے لیکن ایک شادی شدہ عورت کسی دُوسرے مرد کے ساتھ زِنا نہیں کرسکتی کیونکہ اِس سے شوہر کا حق پامال ہوتا ہے لیکن Swap Union کی تنظیم کی طرف سے اَب یہ آواز اُٹھ رہی ہے کہ یہ پابندی ختم ہونی چاہیے، اَب شادی شدہ عورت کو بھی اِجازت ملنی چاہیے کہ وہ جو چاہے کرے۔

جمہوریت اَور ناجائز بچے :

اَور اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ اِس وقت یورپ اَور اَمریکہ کی بہت سی ریاستوں میں لوگوں کی اَکثریت یا کم اَز کم بہت بڑی تعداد غیر ثابت النسب ہے، بعض ریاستوں کے اعداد و شمار شائع ہو چکے ہیں اَور بعض کے نہیں ہوئے ہیں۔ اَبھی کچھ عرصے قبل Time رسالے میں ایک مضمون آیا تھا کہ اَمریکہ میں غیر ثابت النسب اَفراد کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اَفسوس اِس بات کا نہیں تھا کہ یہ کیسی قوم پیدا ہورہی ہے جو ثابت النسب نہیں ہے، اِس بات پر اَخلاقی اِعتبار سے کوئی تشویش نہیں تھی، تشویش صرف یہ تھی کہ جو بچے غیر ثابت النسب ہوئے ہیں اُن کا معاشی طور پر دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اَور اِس سے معاشی مسائل پیدا ہورہے ہیں۔ معاشی مسائل کی وجہ سے یہ مسئلہ قابلِ غور تھا، فی نفسہ غیر اَخلاقی ہونے کی وجہ سے نہیں۔

اَور اَب عورتوں نے یہ مطالبہ شروع کردیا ہے اَور بعض ریاستوں میں منظوری بھی ہوگئی ہے کہ اِسقاطِ حمل کی قانونی اِجازت ہونی چاہیے اَور اِس کے حق میں بہت بڑی فضا بن رہی ہے، جس رفتار سے یہ بات چل رہی ہے اِس سے اَندازہ یہی ہے کہ اِسقاطِ حمل کی اِجازت ہوجائے گی۔

ایک زمانہ تھا کہ عریانی قانوناً منع تھی لیکن اَب رفتہ رفتہ ساری قیدیں ختم ہوگئی ہیں اَب کوئی قید برقرار نہیں ہے اِس وقت عریاں فلموں اَور تصاویر کا جو سیلاب ہے وہ ہمارے مُلک میں بھی آرہا ہے،

اُٹھتا وہاں سے ہے اَور پہنچتا یہاں بھی ہے، اِس کے اُوپر کوئی روک عائد نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی بنیاد نہیں ہے جس کی بناء پر روکا جائے کیونکہ جب عوام کی حاکمیت ٹھہری اَور وہ اِس کو پسند کرتے ہیں تو اِسے ناجائز کہنے کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ غرض کوئی بد سے بدتر کام ایسا نہیں ہے جو جمہوریت کے سائے میں جائز قرار نہ دیا جا رہا ہو۔

جمہوریت اَور خاندانی نظام، ایڈز کی وباء :

اِس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے یعنی خاندان کے جو رشتے ہوتے ہیں کہ یہ شوہر ہے، یہ بیوی ہے، یہ باپ ہے، یہ اَولاد ہے، اُن کے باہمی رِشتے ختم ہو چکے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر ''ایڈز'' کی بیماری مسلط کردی ہے۔ یہ بیماری پیدا کیسے ہوئی ؟ اِس بات پر سب کا اِتفاق ہے کہ یہ بیماری دو چیزوں سے پیدا ہوئی ہے، ایک ہم جنس پرستی، دُوسرے ایک شخص کا کئی عورتوں سے یا ایک عورت کا کئی مردوں سے جنسی تعلق قائم کرنا۔

لیکن بیماری کے نتیجے میں بجائے اِس کے کہ فحاشی میں کمی آتی اَور عفت و عصمت کی طرف لوگوں کا رُجحان ہوتا، فحاشی میں اَور اِضافہ ہوگیا اِس لیے کہ ایڈز کی بیماری کو روکنے کے لیے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ناجائز جنسی تعلقات قائم نہ کرو۔ لہٰذا یہ کہتے ہیں کہ اِن حفاظتی تدابیر کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرو اَور اِن تدابیر کے لیے باقاعدہ تعلیمی کورس منعقد ہوتے ہیں، ٹیلویژن پر عملی تربیت دی جاتی ہے کوئی تعلیم گاہ ایسی نہیں ہے جس میں جنسی تعلیم کا اِنتظام نہ کیا گیا ہو، بات کہتے ہوئے بھی حجاب معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقتِ حال بتانے کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ یونیورسٹی اَور کالجوں میں جہاں غیر شادی شدہ لڑکے اَور لڑکیاں پڑھتے ہیں وہاں ایڈز کی روک تھام کے لیے یہ اِنتظام کیا گیا ہے کہ ہر یونیورسٹی کے غسل خانہ میں وہ خود کار مشینیں لگائی ہوئی ہیں جن کے اَندر پیسے ڈال کر ''کنڈوم'' نکل آتا ہے تاکہ بوقتِ ضرورت ہر آدمی وہ کنڈوم اِستعمال کر سکے۔ اِس طرح جو بیماری دَر حقیقت اِس جنسی بے راہ روی سے پیدا ہوئی تھی اُس کی روک تھام کی جو تدابیر اِختیار کی گئیں اُن سے جنسی بے راہ روی کو اَور فروغ مِلا غرض کوئی اَخلاقی قدر سالم نہیں رہی۔

سیکولر نظام ، زِنا و فحاشی :

اَور کمال کی بات یہ ہے جو اِنتہائی حیرتناک اَور عبرتناک بھی ہے کہ جس معاشرے میں زِنا اَور بدکاری اِتنی سستی اَور آسان ہے کسی بھی عورت کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہے، برسرِ عام طوائفوں کا سلسلہ بے روک ٹوک جاری ہے بعض ملکوں میں قانونًا عصمت فروشی کی اِجازت ہے، عصمت فروشی کی باقاعدہ کمپنیاں بنی ہوئی ہیں اِس کے باوجود اَمریکہ میں زِنا بالجبر کے جتنے واقعات ہوتے ہیں دُنیا میں کہیں نہیں ہوتے۔ جہاں رضامندی کے ساتھ یہ عمل کرنا اِتنا آسان ہے وہاں زِنا بالجبر کی شرح تمام دُنیا سے زیادہ ہے۔

تعددِ اَزواج منع ہے جسے ایک گالی بنا دیا گیا ہے ایک سے زیادہ شادی کرلیں تو قید ہو جائیں اَور دس فحاش عورتوں کے ساتھ تعلق قائم کرلیں تو اِجازت ہے اِس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ سارا نتیجہ عوام کی بے لگام حاکمیت کے اُس تصور کا ہے جو سیکولر جمہوریت نے پیدا کی ہے۔

عوام کو حاکمیت کا دھوکہ :

عوام کی حاکمیت کا دُوسرا پہلو یہ ہے کہ دَرحقیقت یہ لفظ بھی ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اِس لفظ کے ذریعے عوام کو خوش کر دیا گیا ہے کہ تم حاکم بن گئے لیکن حقیقت میں ہوتا یہ ہے کہ حکومت میں عوام کی شرکت محض ایک تخیلاتی اَور تصوراتی حیثیت رکھتی ہے، عملاً اَکثر جگہوں پر عوام کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ حکومت کیا کر رہی ہے ؟ اِس لیے جو لوگ جمہوریت کے حامی ہیں وہ سب اِس بات پر متفق ہیں کہ جمہوریت کی کامیابی اُسی صورت میں ہوسکتی ہے جب عوام میں تعلیم کا معیار بلند ہو اُن میں سیاسی شعور ہو اَور وہ اَپنے لیے بہتر حکمرانوں اَور بہتر نظام کا اِنتخاب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ لیکن اگر تعلیم کا معیار گرا ہوا ہے تو اُس وقت عوام کی حکومت میں شرکت حقیقت میں نہیں ہوتی بلکہ لیڈر اُن کو گمراہ کرتے ہیں، جو نعرہ لیڈروں نے لگا دیا اُس پر چل پڑے۔ لہٰذا جن ملکوں میں تعلیم کا معیار بلند ہے وہاں پر جمہوریت نسبتًا زیادہ مستحکم ہے اَور جن ملکوں میں تعلیم کا معیار گرا ہوا ہے وہاں جمہوریت ایک دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مثلاً ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام رائج ہے اَور پارلیمانی نظام کا اَصل تصور یہ ہے کہ پہلے منشور کی بنیاد پر پارٹیاں بنیں ، اُن پارٹیوں کے منشور کی بنیاد پر لوگ اُن کو ووٹ دیں اَور ووٹ دینے کے نتیجے میں جو پارٹی اَکثریت میں آجائے وہ حکومت بنائے۔

اَب ہمارے ہاں خواندگی کی شرح تو بمشکل ۲۲ ٪ فیصد ہے اَور آبادی کے اِضافہ کی وجہ سے بڑھنے کے بجائے گھٹ رہی ہے۔ زیادہ تر آبادی دیہاتی اَور اَن پڑھ ہے ، اَب اُن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ پہلے وہ سیاسی جماعتوں کے منشوروں کا تقابلی مطالعہ کریں کہ پیپلز پارٹی کا منشور کیا ہے اَور مسلم لیگ کا منشور کیا ہے ؟ اَور اُن منشوروں کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ ہمارے ملک کے حالات میں کون سا منشور زیادہ بہتر ہے اَور اِس فیصلے کی بنیاد پر پیپلز پارٹی کو یا مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ ظاہر ہے کہ ناخواندہ عوام سے یہ مطالبہ کرنا حماقت ہی کہلا سکتا ہے لہٰذا عملاً اِس کے علاوہ اَور کچھ نہیں ہوسکتا کہ لیڈر ایک نعرہ دے گا جس میں ہزار فریب ہوں گے اَور اُس نعرے کی بنیاد پر عوام کے جذبات کو بھڑکا کر اُن کا ووٹ اَپنے حق میں اِستعمال کرے گا۔

پھر اِسی معاملے کا ایک دُوسرا پہلو یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو صحیح معنی میں سیاسی ذوق رکھتے ہوں اَور اُس سیاسی ذوق کے مطابق دیکھ بھال کر سوچ سمجھ کر فیصلے کرتے ہوں چنانچہ جہاں جہاں اِنتخابات ہوتے ہیں اُن میں اگر اَوسط نکالا جائے تو ۴۵ ٪ فیصد سے زیادہ ووٹ نہیں ڈالتے۔

اِس وقت میرے سامنے ایک کتاب ہے جس کا نام ہے ''اِنٹروڈکشن ٹو پولیٹیکل سائنس'' جو چار اَمریکی مصنفین کی لکھی ہوئی ہے اَور نیوجرسی سے شائع ہوئی ہے اِس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

> ''لوگوں کا سیاست اَور دُوسرے اِجتماعی کاموں دلچسپی اَور حصہ لینے کا کیا اَوسط ہے اَور کن کن کاموں میں عوام نے کتنے فیصد حصہ لیا ہے ؟ چنانچہ اِن اَعداد و شمار کے مطابق لوگوں نے سب سے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ صدارتی اِلیکشن میں کیا ہے۔ اِس میں آبادی کے ۷۲ ٪ فیصد لوگوں نے ووٹ ڈالے ہیں۔ لوکل باڈیز کے اِنتخابات میں جن لوگوں نے حصہ لیا وہ ۴۷ ٪ فیصد ہیں۔ کسی بھی اِجتماعی تنظیم میں

چاہے وہ سیاسی جماعتیں ہوں یا پریشر گروپ یا اِنٹرسٹ گروپ یا دُوسری سماجی جماعتیں اَور تنظیمیں ہوں، اُن میں سے کسی ایک میں عملی حصہ لینے والوں کی تعداد پورے ملک میں ۳۲ رفیصد ہے، کسی بھی اِجتماعی کام میں حصہ لینے والے مثلاً خدمتِ خلق میں حصہ والوں کی تعداد ۳۰ رفیصد ہے اَور انتخابات میں ترغیب دینے والے ۲۶ رفیصد ہیں نیز جنہوں نے کبھی کسی معاشرتی مسئلے کے لیے کسی سرکاری اِدارے سے رُجوع کیا ہو مثلاً ہمارے یہاں سڑک خراب پڑی ہوئی ہے اِس کو درست کرادو یا ہمارا گٹر خراب پڑا ہوا ہے اُس کو درست کرادو، اِس قسم کے کسی معاشرتی مسئلے کے لیے کسی سرکاری اِدارے سے رُجوع کرنے والے تقریبًا ۲۰ رفیصد ہیں، کسی سیاسی جلسے میں تین سال کے دَوران کم اَز کم ایک مرتبہ شرکت کرنے والوں کی تعداد ۱۹ رفیصد ہے، کسی اِنتخاب میں پیسہ خرچ کرنے والے ۱۳ رفیصد ہیں، کسی سیاسی جماعت کی باقاعدہ رُکنیت رکھنے والے لوگوں کی تعداد پورے ملک میں کل ۸ رفیصد ہے۔'' (صفحہ ۱۰۲)

اَب آپ دیکھئے کہ اُس معاشرے میں جہاں تعلیم کا اَوسط ۱۰۰ رفیصد کے قریب ہے، وہاں سیاسی دلچسپی کا یہ حال ہے۔ لہٰذا حقیقی معنی میں عوام یا اُن کی اَکثریت کے حکومت میں شریک ہونے کا دعویٰ ایک تخیلاتی دعویٰ ہے جس کا عمل میں کوئی وجود نہیں ہے۔ (ماخوذ اَز : اِسلام اَور سیاسی نظریات صفحہ ۱۴۴ تا ۱۵۴ مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہم)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✿ ✿ ✿

وفدِ عبدالقیس کو چار باتوں کا حکم اَور چار سے ممانعت :

عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ کُنْتُ اَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَیُجْلِسُنِیْ عَلٰی سَرِیْرِہٖ فَقَالَ اَقِمْ عِنْدِیْ حَتّٰی اَجْعَلَ لَکَ سَھْمًا مِنْ مَالِیْ فَاَقَمْتُ مَعَہٗ شَھْرَیْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْمَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیْکَ اِلَّا فِیْ الشَّھْرِ الْحَرَامِ بَیْنَنَا وَبَیْنِکَ ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِہٖ مَنْ وَّرَائَنَا وَنَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْہُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَھُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ شَھَادَةُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوةِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَمَا قَالَ الْمُقَیَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْا ھُنَّ وَاَخْبِرُوْبِھِنَّ مَنْ وَّرَائَکُمْ.[1]

حضرت اَبو جمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں (بصرہ میں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھتا تھا آپ مجھے اَپنے تخت پر بٹھا لیتے تھے آپ نے فرمایا تم میرے پاس کچھ روز اِقامت اِختیار کرو میں تمہارے لیے اَپنے مال میں سے کچھ حصہ مقرر کردُوں گا چنانچہ میں آپ کے پاس دو ماہ اِقامت پذیر رہا پھر حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا :

[1] بخاری شریف ج ا ص ۱۳ ، مسلم شریف ج ا ص ۳۳ ، مشکوۃ شریف ج ا ص ۱۳

وفدِ عبد القیس جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ کس قوم کے لوگ آئے ہیں یا کس قوم کے وفد ہیں ؟ وفد نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کے اَفراد ہیں آپ نے قوم یا وفد کو خوش آمدید کہا (فرمایا) نہ (دُنیا میں) تمہارے لیے رُسوائی ہے نہ (آخرت کی) شرمندگی، اہلِ وفد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ چونکہ ہمارے اَور آپ کے دَرمیان کفارِ مضر کا قبیلہ پڑتا ہے اِس لیے ہم آپکی خدمت میں (جلد جلد حاضر نہیں ہو سکتے) صرف اُن مہینوں میں آسکتے ہیں جن میں لڑنا حرام ہے۔ لٰہذا آپ ہمیں ایسی دوٹوک بات بتلا دیجئے جس پر ہم خود بھی عمل کریں اَور اُن لوگوں کو بھی بتلا دیں جنہیں ہم اَپنے پیچھے (وطن و قوم میں) چھوڑ آئے ہیں اَور اُس پر عمل کر کے ہم جنت میں جا سکیں اَور اِسی کے ساتھ اُنہوں نے (اُن) برتنوں کے بارے میں بھی پوچھا (جن میں شراب بنائی جاتی تھی کہ اِن میں سے کون سے اِستعمال کیے جا سکتے ہیں اَور کون سے نہیں) آپ ﷺ نے اِنہیں چار باتوں کا حکم دیا اَور چار باتوں سے منع فرمایا :

(۱) اَوّل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اِیمان لانے کا حکم دیا، فرمایا جانتے ہو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اِیمان لانے کا کیا مطلب ہے ؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اَور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (اللہ کی وحدانیت پر اِیمان لانا) اِس حقیقت کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اَور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) پابندی سے نماز پڑھنا (۳) زکوۃ دینا اَور (۴) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ اِن چار باتوں کے علاوہ بعد میں آپ نے مالِ غنیمت میں سے پانچویں حصے کے دینے کا حکم فرمایا۔

اَور اِن چار برتنوں کے اِستعمال سے منع فرمایا:(۱) سبز ٹھلیا سے (۲) کدو کے تونبوں سے (۳) کھجور کی لکڑی کے برتن سے اَور (۴) اُس برتن سے جس پر

روغنِ زفت ملا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا اِن باتوں کو اَچھی طرح یاد کرلو اَور جن مسلمانوں کو اَپنے پیچھے (وطن میں) چھوڑ آئے ہو اُن کو بھی اِن باتوں سے آگاہ کردو۔

ف : جس زمانے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کے گورنر تھے اُس دَوران اَبو جمرہؒ حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہم کے پاس مقیم تھے اُن ہی دِنوں کا قصہ ہے کہ حضرت اِبنِ عباسؓ کی خدمت میں ایک بڑھیا آئی اَور اُس نے نبیذ کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت اِبنِ عباسؓ نے اُس کا جواب دیا، اَبو جمرہؒ کو خیال آیا کہ جرہ (مٹکے) میں میں بھی نبیذ بناتا ہوں اَور گو اُس میں سُکر نہیں ہوتا لیکن مجلس میں دیر تک بیٹھے رہنے سے بہکی بہکی باتوں کا اَندیشہ ہوجاتا ہے۔ اِس پر حضرت اِبنِ عباسؓ نے وفدِ عبدالقیس والی حدیث سنائی۔

عبدالقیس اِس وفد کے سربراہ کا نام تھا اِن ہی کی نسبت سے یہ وفد مشہور ہوا یہ لوگ بحرین کے باشندے تھے اَور آپ کی خدمت میں دو مرتبہ حاضر ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۶ ھ میں اُس وقت اِن کی تعداد بارہ تھی، دُوسری مرتبہ ۸ ھ میں جبکہ اِن کی تعداد چالیس تھی یہی وہ وفد ہے جس کے قبیلے کی مسجد میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جمعہ قائم ہوا تھا چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے :

عَنْ اِبنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِالْقَیْسِ بِجُوَاثٰی مِنَ الْبُحْرَیْنِ.

(بخاری شریف کتاب الجُمعة رقم الحدیث ۸۹۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے کے بعد سب سے پہلے بحرین کے ایک شہر جواثٰی میں عبدالقیس کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔

اِس قبیلہ کے اَفراد کو اَپنے وطن سے مدینہ طیبہ آنے کے لیے کفارِ مضر کے قبیلہ کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا اَور اِس قبیلہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بہت زیادہ جنگجو تھا اِن کی آبادی کے پاس سے جو بھی گزرتا تھا اِن سے جنگ ہونی ضروری تھی اِس لیے اِس وفد نے عرض کیا کہ چونکہ ہمارے لیے

عام دِنوں میں آنا بہت مشکل ہے اِس لیے بار بار نہیں آسکتے، صرف اُنہیں مہینوں میں آسکتے ہیں جو عرب میں اَشْھُرِ حُرُمْ سمجھے جاتے ہیں۔

اہلِ وفد کو جن چار چیزوں کی تعلیم دی گئی وہ یہ ہیں : (۱) اللہ اَور اُس کے رسول پر اِیمان لانا (۲) نماز قائم کرنا (۳) رمضان کے روزے رکھنے (۴) زکوۃ اَدا کرنا۔

اِن لوگوں کو ایک حکم بعد میں جو خاص طور پر دیا گیا وہ مالِ غنیمت کے پانچویں حصے کے اَدا کرنے کا تھا اَور اِن کو یہ حکم اِس لیے دیا گیا تھا کہ یہ لوگ اَکثر جہاد کیا کرتے تھے اَور کفار سے مقابلے کے نتیجہ میں مالِ غنیمت حاصل کرتے تھے۔

جن چار چیزوں سے اِن لوگوں کو منع کیا گیا وہ چار قسم کے برتن تھے جن کے اِستعمال کی اُن دِنوں ممانعت تھی۔ اَصل میں یہ خاص قسم کے برتن تھے جو اہلِ عرب کے یہاں شراب بنانے اَور شراب رکھنے کے کام آتے تھے چونکہ شراب حرام ہو چکی تھی اِس لیے اِن برتنوں کے اِستعمال سے بھی منع فرمادیا گیا تاکہ اِس سے شراب کی موجودگی یا شراب کے اِستعمال کا شبہ نہ ہو سکے، مگر جب بعد میں شراب کی حرمت مسلمانوں کے دِلوں میں پختگی کے ساتھ بیٹھ گئی اَور اِن برتنوں کے بارے میں بھی یہ اِحتمال نہ رہا کہ یہ برتن خاص طور پر شراب ہی کے لیے بنائے جاتے ہیں تو اِن کا اِستعمال مباح قرار دے دیا گیا لہٰذا اَب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

حَنْتَمْ : سبز رنگ کا روغن کیا ہوا چھوٹا گھڑا یا مرتبان، اِسے سبز ٹھلیا بھی کہہ دیتے ہیں جو مرتبان کی طرح ہوتی ہے۔

دُبَّاءْ : خشک کدو کا برتن۔ کدو کو درخت پر ہی خشک کر لیتے ہیں اَور اُسے اَندر سے خالی کر کے برتن بنالیتے ہیں۔

نَقِیْرْ : کھجور کی جڑ کو کھود کر یا کسی لکڑی کو کرید کر برتن یا پیالہ کی شکل دے دیتے ہیں۔

مُزَفَّتْ : وہ برتن جس پر روغن زفت لگایا گیا ہو زِفْت تارکول کی طرح کا ایک روغن ہوتا ہے۔

۞ ۞ ۞

نبی اَکرم ﷺ کا ایک قیمتی پُر اَثر وعظ

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

سیّدنا حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عصر کے بعد نبی ٔ اَکرم ﷺ خطاب فرمانے کے لیے تشریف فرما ہوئے اَور آپ نے اپنے خطاب میں قیامت تک پیش آنے والے کسی واقعہ کا ذکر بیان کرنے سے نہیں چھوڑا جس نے اُسے یاد رکھا یاد رکھا اَور جو بھول گیا بھول گیا اَور اُس وقت جو باتیں آپ نے اِرشاد فرمائیں اُن میں یہ باتیں بھی تھیں :

دُنیا اَور عورتوں کے فتنوں سے بچو :

اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا ! فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ.

یہ دُنیا میٹھی اَور سر سبز ہے اَور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اِس میں نائب بنایا ہے پھر وہ تمہیں دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اِس دُنیا میں کیا کام کرتے ہو، اِس لیے اچھی طرح سن لو کہ دُنیا اَور عورتوں (کے فتنہ) سے بچو۔

دُنیا کی چمک دمک، شان وشوکت پر فریفتگی، بدکار اَور فاحشہ عورتوں سے میل جول اِنسان کے دین کے لیے بدترین تباہ کن ہے حتی کہ دیکھا جائے تو عالم میں فتنہ وفساد کی ساری جڑیں ''زن اَور زَر'' پر ہی آکر ملتی ہیں، اِس لیے پیغمبر علیہ السلام کا یہ جامع اِرشاد عالی اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے ہر ہر قدم پر یاد رکھنے اَور اُس کے مطابق مذکورہ دونوں خطرناک چیزوں سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اِسلام میں بدعہدی روانہیں :

وَذَکَرَ : اِنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقَدْرِ غَدْرَتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدَرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّۃِ یُغْرَزُ لِوَائُہٗ عِنْدَ اِسْتِہٖ .

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر غدار کے لیے اُس کی دُنیا میں غداری کے بقدر ایک جھنڈا قیامت میں لگا دیا جائے گا اَور عام اَمیر کی غداری سے بڑھ کر کوئی غداری نہیں ہے، ایسے غدار کی پچھوڑی پر ایک علامتی جھنڈا نصب کر دیا جائے گا۔

معاہدہ کرنے کے بعد اُس کی خلاف ورزی سے دُنیا کا اَمن واَمان غارت ہو جاتا ہے اَور خاص کر حکومت کے ذمہ دَاران کی طرف سے اَگر عہد شکنی کا جرم صادِر ہو تو اُس کے نتائج اَور زیادہ سنگین ہوتے ہیں اِس لیے ہر شخص کو بے وفائی اَور بدعہدی سے اپنے کو بچانا چاہیے، عافیت کا راستہ یہی ہے۔

برائی پر روک ٹوک جاری رکھیں :

قَالَ : وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنکُمْ ھَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ یَقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَہٗ ، وَفِی رِوَایَۃٍ :اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُّغَیِّرَہٗ ، فَبَکٰی اَبُوْسَعِیْدٍ وَقَالَ :قَدْ رَاَیْنَاہُ فَمَنَعَتْنَا ھَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ نَتَکَلَّمَ فِیْہِ.

پھر آپ نے فرمایا: لوگوں کی ہیبت تم میں سے کسی کو جاننے کے باوجود حق بات کہنے سے نہ روکے ،اور ایک روایت میں یہ ہے کہ منکر پر نکیر کرنے سے نہ روکے، یہ فرما کر راوی حدیث حضرت اَبوسعیدؓ نے روتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے منکر کو دیکھا لیکن لوگوں کی ہیبت نے ہمیں اِس کے بارے میں زبان کھولنے سے روک دیا۔

دُنیا کا تجربہ ہے کہ اگر برائیوں کو اِبتداء ہی میں مٹا دیا جائے تو اُن کا مٹانا اَور ختم کرنا آسان ہو جاتا ہے لیکن اگر اُن سے چشم پوشی کی جائے اَور منکرات کو پنپنے کا موقع فراہم کر دیا جائے تو پھر بعد میں اِن برائیوں پر قابو پانا آسان نہیں رہتا اَور عام طور پر منکرات سے چشم پوشی کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ آدمی دیگر لوگوں کی ہیبت کی وجہ سے برموقع حق بات کہنے کی ہمت نہیں جٹا پاتا۔

پیغمبر علیہ السلام نے مذکورہ اِرشاد میں اِسی جانب متوجہ فرمایا ہے کہ ہر مسلمان کو موقع محل کی حکمت و مصلحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوش اَسلوبی کے ساتھ احقاقِ حق اَور ابطالِ باطل کا فریضہ اَدا کرنے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

اِس اِرشاد کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ منکر پر نکیر کرتے ہوئے حکمت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جائے اَور ایک نئے فتنہ کو ہوا دے دی جائے بلکہ منشا یہ ہے کہ اُس برائی کو مٹانے کے لیے سنجیدگی سے کوشش کی جائے اَور جو راستہ آسان اَور مؤثر ہو اُسے اَپنا لیا جائے۔

اَپنے اَنجام سے بے فکر نہ رہیں :

ثُمَّ قَالَ: اَلَا اِنَّ بَنِي اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی: فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيٰی مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰی كَافِرًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيٰی مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰی كَافِرًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا.

پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ آدمیوں کو مختلف طبقات پر پیدا کیا گیا ہے، پس اُن میں سے بعض اِیمان کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اَور اِیمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اَور اِیمان ہی کی حالت میں اُن کی موت آتی ہے، اَور بعض کی پیدائش، زندگی اَور موت سب حالتِ کفر پر ہوتی ہے اَور بعضوں کا حال یہ ہے کہ اِیمان کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اَور اُسی حالت میں زندگی گزارتے ہیں مگر موت حالتِ کفر میں ہوتی ہے (اَعاذنا اللہ منہ) اَور بعضوں کا حال یہ ہے کہ کفر کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اَور اِسی حال میں زندگی گزارتے ہیں مگر موت اِیمان کی حالت میں میسر آتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو اَپنے مستقبل کے بارے میں اِطمینان کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ ہر وقت یہ فکر لاحق رہنی چاہیے کہ حاصل شدہ اِیمانی نعمت کہیں ضائع نہ ہو جائے، اِس لیے مسلسل ذکر و شکر اَور فکر کے ساتھ زندگی گزاریں اَور اَپنے نفس پر اعتماد کرنے کے بجائے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق طلب کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ اِیمان اَور عملِ صالح پر فرمائیں، آمین۔

غصہ سے پرہیز کریں :

قَالَ: وَذَکَرَ الْغَضَبَ ، فَمِنْھُمْ مَنْ یَکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْئِ فَاِحْدٰھُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْھُمْ مَنْ یَکُوْنُ بَطِیْئَ الغَضَبِ بَطِیْئَ الْفَیْئِ فَاِحْدٰھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَکُوْنُ بَطِیْئَ الغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْئِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْئَ الْفَیْئِ، قَالَ: اِتَّقُوْا الغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَۃٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ آدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِہٖ وَحُمْرَۃِ عَیْنَیْہِ فَمَنْ اَحَسَّ بَشَیْئٍ مِنْ ذٰلِکَ فَلْیَضْطَجِعْ وَلْیَتَلَبَّدَ بِالْاَرْضِ.

اِس کے بعد آپ نے غصہ کے بارے میں ذکر فرمایا بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ جن کو جلدی غصہ آتا ہے مگر جلدی اُتر بھی جاتا ہے تو اِن کا معاملہ برابر سرابر ہے، اَور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اُنہیں دیر میں غصہ آتا ہے اَور دیر ہی میں جاتا بھی ہے تو اِن کی بھی ایک خصلت دُوسری خصلت کا جواب ہے، اَور تم میں سے سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں غصہ دیر میں آتا ہو اَور جلدی اُتر جاتا ہو، اَور تم میں سب سے برے لوگ وہ ہیں جنہیں غصہ جلدی آجاتا ہو اَور دیر میں اُترتا ہو، اِس کے بعد آپ نے فرمایا غصہ سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ آدمی کے دِل پر ایک اَنگارہ ہے، کیا تم غصہ والے شخص کی رگوں کا پھولنا اَور اُس کی آنکھوں کی سرخی نہیں دیکھتے ؟ لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غصہ کا اِحساس کرے تو اُسے چاہیے کہ لیٹ جائے اَور زمین سے چمٹ جائے۔

غصہ کا اَنجام ہمیشہ شرمندگی کی صورت میں سامنے آتا ہے اِس لیے عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں اپنے کو قابو میں رکھا جائے، واقعۃً سب سے بہتر شخص وہ ہے جو متحمل مزاج اَور بردبار ہو یعنی اَولاً تو اُسے غصہ ہی نہ آئے اَور اگر کسی واقعی بات پر غصہ آبھی جائے تو دیر تک باقی نہ رہے بلکہ جلد ہی اُس کا اَثر زائل ہو جائے۔ اِس صفت سے اِنسان بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے اَور اُسے زندگی میں عافیت نصیب رہتی ہے۔

قرض کی اَدائیگی میں ٹال مٹول نہ کریں :

قَالَ وَذَکَرَ الدَّیْنَ فَقَالَ مِنْکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰھُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْھُمْ مَنْ یَکُوْنُ سَیِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ.

اِس کے بعد آپ ﷺ نے قرض کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ قرضہ اَدا کرنے میں تو بہت اچھے ہیں لیکن جب اُن کا کسی پر قرض ہوتا ہے تو اُس کا مطالبہ کرنے میں بہت سختی کا معاملہ کرتے ہیں تو اِن کا معاملہ بھی برابر سرابر ہے، اَور بعض ایسے ہیں کہ اَدا کرنے میں تو بہت بدمعاملہ ہیں لیکن اپنے قرض کے تقاضہ میں بہت خوش اَسلوبی سے پیش آتے ہیں تو اِن کا معاملہ بھی برابر سرابر ہے اَور تم میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب اُن پر کسی کا قرض ہو تو وہ بہتر اَنداز میں اَدا کریں اَور جب اُن کا کسی پر قرض ہو تو وہ مطالبہ کرنے میں عمدگی سے کام لیتے ہوں۔ اَور تم میں سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جو اَپنا قرض اَدا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہوں اَور اگر اُن کا کسی پر قرض ہو تو اُس سے سختی سے پیش آتے ہوں۔

مالی معاملات میں ایک دُوسرے کے حق کی اَدائیگی کا خیال رکھنا لازم ہے، اگر کسی کا حق لے کر اُس کو اَدا کرنے میں ٹال مٹول کی جائے گی تو آپسی محبت و مودّت اَور اَمن و سکون باقی نہ رہ سکے گا بالخصوص کسی سے قرض لے کر اُس کی بروقت اَدائیگی کی فکر کرنا بہت ضروری ہے، عام طور پر اِس میں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے اَور لوگ قرض لے تو لیتے ہیں مگر اَدائیگی میں بہت ٹال مٹول کرتے ہیں، یہ نہایت خطرناک بات ہے۔

نبی اَکرم ﷺ نے ایک دُوسری حدیث میں اِرشاد فرمایا ہے کہ جو شخص قرض اَدا کیے بغیر مرجائے تو قیامت میں اُس کے بدلہ میں اُس کی نیکیاں حقدار کو دِلوائی جائیں گی۔ (الترغیب والترہیب، حدیث:۲۸۰۲) اَور ایک روایت میں ہے کہ اِنسان کا نفس اپنے قرضہ کی وجہ سے معلق رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کی اَدائیگی نہ کردی جائے۔ (اَلترغیب والترہیب، حدیث: ۲۸۱۵) اِس لیے اَولاً تو بلا ضرورت کسی سے قرض لینا نہیں چاہیے اَور اگر لے لیا ہے تو جلد اَدائیگی کی فکر کرنی چاہیے۔

دُنیا بس چند روزہ ہے :

حَتّٰی إِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِیْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا فِیْمَا مَضٰی مِنْھَا اِلَّا کَمَا بَقِیَ مِنْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْمَا مَضٰی مِنْہُ. (سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۱۹۱)

اِس کے بعد جب آپ ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے اِتنی دیر ہوگئی کہ دُھوپ کھجور کے درختوں اَور دِیواروں پر پڑنے لگی تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ خبردار ہوجاؤ دُنیا بس اَب اِتنی ہی بچی ہے جتنا یہ تمہارا دِن باقی ہے۔

نبی اَکرم ﷺ نے ایک محسوس مثال سے دُنیا کی مابقیہ عمر کو بیان فرمایا ہے کہ اَب گویا کہ دن ڈوبا ہی چاہتا ہے اَور آفتابِ حیات لبِ غروب تک پہنچ چکا ہے۔ اَب اگر صرف اِس مختصر ترین وقت کے لیے ہی کوئی آدمی تگ ودو اَور جدوجہد کرے اَور اُس کے بعد جو ہمیشہ کی زندگی آنے والی ہے اُس سے اِعراض کرے اَور اُس کی فکر نہ کرے تو اُس سے بڑا بدنصیب اَور کوئی نہیں ہوسکتا۔

اَفسوس ہے کہ آج ہمارے ذہن ودماغ پر یہی مختصر ترین دُنیا اَور اُس کی شان وشوکت حاوی ہوچکی ہے، مال ودولت، عہدہ ومنصب اَور معمولی اَور عارضی شہرت وعزت کے حصول کے لیے ایک دُوسرے میں ہوڑ لگی ہوئی ہے اَور اَکثر لوگ اَنجام سے بے خبر ہوکر اِن ہی چند روزہ لذتوں کے حصول کے لیے سرگرداں نظر آرہے ہیں۔ یہ صورتِ حال ایک مسلمان کے لیے اِنتہائی قابلِ تشویش ہے۔

ہمیں حضور ﷺ (جن سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ کوئی نہیں ہوسکتا) کے مذکورہ بالا حکیمانہ

اِرشادات ہمہ وقت پیشِ نظر رکھنے چاہئیں اَور اُن کی روشنی میں اپنی زندگی کو روشن بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ ہم سب کو اِن پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ (بحوالہ ندائے شاہی، اَکتوبر ۲۰۰۶ء)

وفیات

اِنگلینڈ کے جناب خلیق الزمان صاحب کے بھائی فخر الزمان صاحب گزشتہ ماہ بحرین میں وفات پاگئے۔

تاخیر سے موصولہ اِطلاع کے مطابق لکی مروت کے حاجی رشید اَحمد صاحب کی اہلیہ گذشتہ سے پیوستہ ماہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

جامعہ مدنیہ جدید کے ڈرائیور محمد اِقبال کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

شبِ قدر کی دُعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شبِ قدر کون سی ہے تو (اُس رات) میں کیا دُعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (دُعا میں) یوں کہنا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرمادے

شانِ عید

﴿ جناب پروفیسر محمد بشیر صاحب متینؔ مرحوم، لاہور ﴾

کسی عربی شاعر نے عید کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَن تبَخَّرَ بِالْعُوْدُ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِلتَّآئِبِ الَّذِیْ لَا یَعُوْدُ

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ الدُّنیَا
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰی

اِن ہی تاثرات کو راقم الحروف نے اُردو رنگ و آہنگ میں یوں پیش کیا ہے :

لباسِ نو ہی پہ موقوف ، شانِ عید نہیں
روِش بھی نیک بناؤ ، تو عید ہوتی ہے

متینؔ سیر تماشے کا نام ، عید نہیں
گناہ سے خود کو بچاؤ ، تو عید ہوتی ہے

یہ عطر و عود میں بسنا ، تو شرحِ عید نہیں
جو عزمِ توبہ نبھاؤ ، تو عید ہوتی ہے

متاعِ دَہر کے اَنبار ، وجہ عید نہیں
جمالِ خیر کماؤ ، تو عید ہوتی ہے

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور